بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

سفرِ بنارس

حمد کیا ہی پیارا ہے نام حضرت احدیت کا جس نے بنی نوع انسان کی راہنمائی کے واسطے نہ صرف سورج اور چاند بنائے بلکہ سورج سے بڑھ کر منوّر کرنے والا رسول محمدؐ ہم میں بھیجا اور چاند سے بڑھ کر روشنی دینے والا احمدؑ ہمارے لئے مبعوث کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہما و آلہما و بارک وسلم

بنارس نمبر ناظرین تدر اس بات سے آگاہ ہیں۔ کہ عاجز راقم حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تابعداری میں لیکچر دینے کے واسطے بنارس گیا تھا۔ اگرچہ اس سفر میں علاوہ بنارس مونگھیر۔ شاہ آباد۔ شاہجہان پور۔ گوجرانوالہ اور بھیرہ بھی جانا ہوا۔ تاہم چونکہ اصل اور اوّل مقصد اس سفر کا بنارس ہی تھا اس واسطے اس رپورٹ کا نام سفرِ بنارس بلکہ اس پرچہ کا نام بنارس نمبر ہی رکھنا موزون معلوم ہوتا ہے

روانگی ۲۵۔ اپریل ۱۹۱۱ء منگل کی صبح کو جناب مولانا سید سرور شاہ صاحب و حافظ روشن علی صاحب اور یہ عاجز قادیان سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے۔ حضور نے نصیحت فرمائی کہ اپنے علم پر ہرگز گھمنڈ نہ کرو۔ صرف خدائے تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرو۔ میں اس معاملہ میں بہت تجربہ کار ہوں صرف اس کا فضل ہے جو کام آتا ہے اس نصیحت کے بعد حافظ صاحب کے عرض کرنے پر کہ ہمارے لئے ایک امیر مقرر کیا جاوے مولوی میر سرور شاہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میر تو پہلے ہی ہیں ایک الف لگنے سے امیر بن جائیں گے یہ کہا اور۔ دعا کے ساتھ آپ نے ہم کو رخصت کیا اور وعدہ فرمایا کہ انشاء اللہ میں بہت دعا کرونگا۔

ٹھنڈا پانی بیان سفر کے شروع کرنے سے پہلے ایک مخلص دوست کے خط سے کچھ اقتباس پیش کرتا ہوں۔

مخدوم و مکرم بندہ جناب مفتی صاحب زاد لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جس وقت جناب کی تیاری اوّل مرتبہ بنارس جانے کی ہوئی میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں جناب اور جناب کے ہمراہیان باصفا کے واسطے ایک روپیہ اس مطلب کے واسطے بھیجدوں کہ آپ راستہ میں ٹھنڈا پانی پیتے جائیں لیکن اس وقت وقت بہت تنگ ہو گیا تھا اور مجھے اس کا بہت بہت افسوس تھا خدا تعالیٰ کے کام عجیب ہیں اب اس نے موقعہ دیدیا ہے کہ میں اپنی اس آرزو کو پورا کرلوں آپ اس کو منظور فرماکر مرہونِ منت فرمادیں۔ مردانِ خدا کے دل میں چونکہ عام خلق خدا کے لئے ہمدردی کا جوش ہوتا ہے اور اس لئے وہ اپنے اعدا کے واسطے بھی دعائے خیر کرنے سے نہیں تھکتے پھر جن کو ان سے تعلق خاص ہوتا ہے ان کے واسطے ان کا جوش اسی قدر زیادہ ہوتا ہے اس سے بڑھ کر میرا آپ سے اور کیا تعلق ہوگا کہ میں بھی اسی ذیشان خواجہ کا حلقہ بگوش ہوں کہ جس کے فیض صحبت سے آپ برسوں فیضیاب ہوتے رہے ہیں چونکہ سفر میں دعا کے واسطے اکثر تحریک ہوتی رہتی ہے۔ مجھ حاجت مند مستمند کو بھی یاد فرما لیا جاوے۔ تو عین ذرّہ نوازی ہے۔ بخدمت حضور اقدس سلام عرض کردیں۔ برادر اکمل صاحب اور دیگر حاضرین مجلس کی خدمت میں السلام علیکم۔

بندہ حقیر محمد اسمٰعیل سٹیشن ماسٹر گوروہر سہائے۔

امرتسر چونکہ میر قاسم علی صاحب نے بھی ہمارے ساتھ بنارس جانا تھا اس واسطے ہم نے ای۔ آئی آر کا راستہ اختیار کیا۔ امرتسر کے اسٹیشن پر حضرت میر ناصر نواب صاحب۔ جناب صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب و میاں محمد اسحٰق صاحب بمعہ دیگر احباب اپنے ان خدام کی عزت افزائی کے لئے موجود تھے۔ ان کی ملاقات سے دل بہت ہی خوش ہوا۔ گویا امرتسر کا پلیٹ فارم ہمارے لئے قادیان بن گیا۔

انبالہ انبالہ کے اسٹیشن پر میرے عزیز سید محمد شاہ صاحب ہماری ملاقات کے واسطے اسٹیشن پر موجود تھے اور ہم سب کے واسطے کھانا لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ برادر محبوب الرحمان (بنارسی طالب علم جو قادیان میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے وطن میں تبلیغ کے جلسوں کو دیکھنے کے واسطے جاتے تھے) اور میاں عبد الحلیم بھاگلپوری نوجوان جو قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ہائی کلاس میں تعلیم پاتے ہیں اور اب رخصت پر وطن کو جاتے تھے۔ یہ ہر دو صاحبان انبالہ میں ہم سے علیحدہ ہوئے۔ کیونکہ وہ براہ سہارنپور بنارس چلے گئے۔

دہلی ہماری گاڑی جب دہلی پہنچی۔ تو شیر اسلام کو سٹیشن پر پاکر بہت خوشی ہوئی۔ وہ ہم تین کو چار کرنیوالے ہوئے۔ ابن خزرجہ کے متعلق تازہ رسالہ احمدی (جوکہ انہوں نے لکھا ہے وہ ان کے پاس تھا۔ تب سے سنا کر انہوں نے محظوظ کیا۔ کیونکہ ابن خزرجہ کے واسطے انہوں نے اس کے لائق مائدہ طیار کیا ہے اور ان کی خاطرداری ان کی حیثیت کے مطابق کی ہے (رسالہ احمدی ماہواری بقیمت عہ سالانہ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحق۔ پھول کی منڈی نزد باہیرم خان دہلی سے مل سکتا ہے)

ابن خزرجہ کون ہے؟ حسن اتفاق سے ابن خزرجہ کا ذکر آگیا ہے تو اس بات کا لکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اخبار بدر کے بعض خریدار ابن خزرجہ صاحب کو پہچان نہیں سکے کہ وہ کون ہیں اس واسطے اطلاعاً عرض ہے کہ ابن خزرجہ جناب مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری ہیں یہ ان کی کنیت ہے جس میں وہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں ایک کنیت انہوں نے اپنے لئے آپ ایجاد کی ہے۔ وہ ابوالوفا ہے اس میں وہ اپنے بیٹے کی طرف منسوب ہوتے ہیں لیکن ان کی یہ کنیت ہم نے اپنے پاس سے نہیں بنائی بلکہ انہوں نے خود عدالت میں لکھایا ہے کہ میرے باپ کا نام خزرجو تھا اگر یہ بات ان کے کسی امرتسری ہموطن کی رائے یا معلومات یا تحقیقات کے خلاف ہو تو ہمیں اس میں کچھ بحث نہیں وہ جانیں اور مولوی صاحب جانیں ہمارے نزدیک کسی کو حق نہیں۔ کہ کوئی شخص کسی کے باپ کے نام کے متعلق خود اس شخص کے کہنے کے برخلاف کوئی رائے قائم کرے۔

ابن خزرجو کی درخواست داخل دفتر ہاں مولوی صاحب موصوف نے اخبار اہلحدیث میں شکایت کی ہے۔ کہ میرے باپ کا نام خضر جو بحرف ض ہے بحرف ز نہیں۔ اور بدر میں بحرف ز لکھا جاتا ہے اس کے جواب میں گذارش ہے کہ اس ملک میں ض اور ز ایک ہی طرح بولے جاتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں خود ہی کے سے کچھ ناگوار سے ہو جاتے ہیں لیکن اگر ایسا ہے۔ تو مولوی صاحب اپنی سالہا سال کی اس کارروائی کی طرف توجہ فرماویں کہ باوجود سمجھانے کے وہ خواہ مخواہ ایک خراب معنے لینے کی خاطر قادیان کا دیان لکھتے ہیں کیا مناسب ہوگا۔ کہ کم از کم اُتنے سال وہ اس پر صبر کریں جتنے سال کہ انہوں نے قادیان کو ک سے لکھا ہے لیکن اگر وہ اس قدر صبر کرنا پسند نہیں کرتے۔ تو اس معاملہ میں اپنی درخواست باضابطہ معرفت میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق و رسالہ احمدی دہلی ارسال فرماویں کیونکہ مولوی صاحب کا مقدمہ میر صاحب اپنے ذمہ لے چکے ہیں۔ اگر میر صاحب موصوف نے مولوی صاحب کی اس بارے میں سفارش [illegible]

درخواست داخل دفتر۔

الٰہ آباد ریلوے اسٹیشن الٰہ آباد پر ہمارے مکرم دوست بابو محمد عثمان صاحب و پیارے بھائی مولوی علی احمد صاحب و بعض دیگر احباب تشریف فرما تھے۔ جن کی ملاقات سے دل بہت خوش ہوا۔ یہ صاحبان پھر ہمارے وعظون کے سننے کے واسطے بنارس بھی تشریف لے گئے تھے۔ ہر دو جگہ بابو محمد عثمان صاحب کے ساتھ ان کے ایک عزیز ہموطن دوست بابو منظر حسین بھی تھے۔ جنھون نے بنارس سے بیعت کا خط لکھکر سلسلہ احمدیہ مین داخل ہونے کا فخر حاصل کیا اللہ تعالیٰ انہین استقامت عطا فرماوے۔

کانپور کے اسٹیشن پر بھی بابو معراج الدین صاحب و حکیم قربان حسین صاحب تشریف فرما تھے اور ہمارے واسطے کھانا بھی لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہین جزائے خیر دے۔ یہان مین نے اپنے مکرم بھائی سید عابد حسین صاحب بی۔ اے احمدی تحصیلدار بکسوہا کو چند کتابون کے ہمراہ ایک ناچیز تحفہ کا پارسل روانہ کروایا اس کے بعد ہم مغل سرائے سے ہوتے ہوئے نماز مغرب کے قریب بنارس پہونچے۔ جب بنارس کے در و دیوار نظر آنے لگے۔ تو حافظ صاحب کی تحریک سے سب نے دُعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور دیر تک ہم سب دُعا مین مصروف رہے جسکی قبولیت کے نشان بنارس مین قیام کے ایام مین دیکھے گئے۔ فالحمد للہ۔

ہم اُن احباب کے بہت ہی ممنون ہین جنھون نے اس سفر مین اسٹیشنون پر مل کر ہمین خوشوقت کیا اور اپنے محبت و اخلاص کی ملاقات سے ہمارے سفر کی کوفت کو دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہین جزائے خیر دیوے۔ آمین۔

مولوی محمد عیسےٰ اندھا پل والے کا فرار

ناظرین اخبار مین دیکھ چکے ہین کہ بنارس مین کوئی مولوی حکیم محمد عیسےٰ صاحب ہین جو ہماری جماعت کو مباحثہ کے واسطے چیلنج دیتے رہتے تھے کبھی خود اشتہار دیتے کبھی اپنے کسی شاگرد سے لکھوا کر شائع کر دیتے تھے ان کے ساتھ شرائط مباحثہ طے ہو چکی تھین کیونکہ انہون نے لکھ دیا تھا کہ ہم آپ کی سب شرائط کو منظور کر چکے ہین اس واسطے ہمارے وہان پہنچنے کے ساتھ ہمارے دوستون نے فریق مخالف کو اطلاع دی۔ مگر اندھا پل والے صاحب حیلہ و بہانہ سے ٹالتے رہے۔ ایک دن ان کے ساتھیون مین سے ایک ہوٹل والے صاحب آئے کہ چلو ہمارے ہوٹل مین مباحثہ کر لو۔ مین سب انتظام کا ذمہ لیتا ہون۔ ہم نے کہا کہ جب آپ انتظام کا ذمہ لیتے ہین تو ہمین منظور ہے مولوی صاحب کو بھی اطلاع کی گئی۔ مگر جب ہوٹل مین پہونچے۔ تو مولوی صاحب وہان پہلے سے موجود تھے اور معلوم نہین کہ انہون نے ہوٹل والون کو کیا سکھا پڑھا دیا تھا کہ انہون نے وہان مباحثہ کرانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم صاحب مجسٹریٹ سے اجازت نہین لے سکے اسواسطے مباحثہ نہین ہو سکتا اس کے بعد پھر کئی ایک خط اور اشتہار مولوی صاحب کو لکھے گئے۔ مگر جواب ندارد۔ ان خطوط اور اشتہارات مین سے ضروری اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب حکیم محمد عیسےٰ صاحب۔ ہمارے یہان کے علماء آپ کی دعوت مطبوعہ کو قبول کرتے ہوئے جسمین آپ نے انکو چیلنج دیا ہے یہان پہونچے۔ اور آج ہوٹل مین نو بجے مباحثہ کے واسطے تجویز کر کے آپ کی خدمت مین اطلاع کی گئی تھی جہان ہمارے علماء وقت مقررہ پر پہونچے اور آپ بھی تشریف لے گئے جس کے واسطے آپ کا شکریہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہان جانے سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کی طرف سے احباب قاضی صاحب وغیرہ نے ہوٹل والون کو روکدیا ہے۔ کہ بغیر اجازت کنٹونمنٹ مجسٹریٹ گفتگو نہ ہو آپ کو تو اس کی خبر حاجی صاحب موصوف نے دے ہی دی ہوگی۔ مگر آپ نے ہم کو اطلاع نہ کی اور خواہ مخواہ خود بھی تکلیف اٹھائی۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب آپ ہمارے ساتھ مل کر باضابطہ اجازت حاصل کرین جس کے بعد ہماری ہی مسجد واقع محلہ مدنپورہ مین مباحثہ ہو سکتا ہے۔ جہان انشاء اللہ ہر طرح سے امن قائم رہے گا اور اگر آپ کو یہ منظور نہ ہو تو جہان کہین آپ حفظ امن کا انتظام کر سکتے ہون وہان ہم حاضر ہو جاوین اس کا جواب ایسی دے کر ممنون فرماوین۔ سکرٹری انجمن احمدیہ۔ بنارس۔ ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء

اس کے جواب مین حکیم صاحب نے ایک خط مین لکھا مین آپ لوگون کے مذہبی شکوک کے رفع کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہون۔ بشرطیکہ آپ باضابطہ اجازت حکام سے حاصل کرلین اور مجھے اس بات کا کافی اطمینان دلائین کہ آپ لوگ اپنے مباحثہ مین حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مین جن کو ہم لوگ نبی برحق مانتے ہین تعریضاً یا تصریحاً اہانت یا سوء ادبی کا کلمہ اپنی زبان سے نہ نکالین۔ محمد حسین غفرلہٗ ۲۸ ۔ ۴ ۔ ۱۱ء

اس کے جواب مین لکھا گیا۔ بخدمت جناب حکیم محمد عیسیٰ صاحب! آپکا دوسرا خط ملا ممکن ہے کہ آپکا فرمانا سچ ہو اور حاجی صاحب نے ہوٹل والون کو نہ روکا ہو۔ مگر ہمین ہوٹل والے شاہ محمد حسین صاحب نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اور خود بھی انھون نے پہلے انتظام اپنے ذمہ لیا تھا۔ وہ بھی غیر احمدی حاجی قادر بخش صاحب بھی غیر احمدی اور آپ بھی غیر احمدی۔ سب آپ ہی کی جماعت ہے۔ دہوکہ دیا یا جھوٹ بولایا غلط کہا آپ جانین یا آپ کی جماعت۔ ہمارے یہان کے علماء سینکڑون میل کے سفر کی صعوبت اٹھا کر اور اپنے کاروبار کا ہرج کر کے یہان آئے ہین اس کا کچھ ذکر نہین اور آپ ہوٹل تک جانے کو تکلیف تکلیف پکار رہے ہین۔ العجب۔ اچھا ہم آپکے مذہبی شکوک کو رفع کرنے کے واسطے ہر وقت تیار ہین آپ ہمارے ہان تشریف لاوین کسی اجازت کی بھی ضرورت نہین اپنا مکان ہے ہان یہ آپ احتیاط رکھین کہ ہم لوگ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سے افضل جانتے ہین اور آپ عیسائیون کے نبی کو حبیب خدا پر فضیلت دیتے رہتے ہین سو آپ اس طرح سے تعریضاً یا تصریحاً کوئی اہانت یا سوء ادبی کا کلمہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین زبان سے نہ نکالین۔ علاوہ ازین ایک عرض یہ بھی ہے کہ کسی خط کے نیچے آپکے دستخط کسی طرح ہوتے ہین اور کسی پر کسی طرح۔ اس سے آپکے خطوط مشکوک ہو رہے ہین ایک ہی طرز اختیار فرماوین۔ اجازت کے متعلق وہان بھی عرض کیا کہ طرفین ملکر اجازت حاصل کرلین۔ آپنے کہا تھا لکھ کر بھیجو سو لکھ کر بھیجا گیا۔ تو اب آپ یہ باتین بنانے لگے۔ اگر آپ کو مباحثہ کرنا منظور ہے۔ تو اپنا آدمی ساتھ بھیجئے یا خود آئیے ہم دونون جا کر اجازت لے آوین پھر مباحثہ ہو جاوے۔ یا اگر مباحثہ کی رائے نہین تو صاف فرما دیجئے۔ بیچ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔

عبد الرزاق سکرٹری انجمن احمدیہ۔ ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء

اس خط کا جواب حکیم صاحب نے آج تک نہین دیا اور چونکہ اس اثنا مین مولوی محمد عظیم کے اشتہار نکلنے شروع ہو گئے اس واسطے حکیم صاحب کو بھی ان کے ساتھ شامل کر کے ذکر کیا تھا جسکی تفصیل آگے ہے۔

مولوی محمد عظیم صاحب بھی حسب عادت قدیم بھاگ گئے۔

مندرجہ ذیل اشتہارات مین مولوی محمد عظیم صاحب کا نام بھی آگیا ہے سو ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ وہی صاحب ہین جو سابق محمد عظیم کاتب تھے۔ گگھڑ کے رہنے والے ہین اور گوجرہ مین مباحثہ سے فرار کر گئے تھے اور جن کی قابلیت کا اظہار کچھ عرصہ ہوا پیسہ اخبار مین بھی ہوا تھا۔ ان مولوی صاحب پر یہ امر بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ آجکل احمدیون کے طفیل روٹی اچھی مل جاتی ہے اس واسطے وہ ایسے موقعہ کو غنیمت جانتے ہین جہان احمدیون اور غیر احمدیون کے درمیان کوئی تنازع پیدا ہوا ہو۔ ہمارے بنارس پہنچنے سے پہلے مولوی صاحب وہان موجود تھے اور کئی ایک وعظ کر چکے تھے۔ اور مشہور کر چکے تھے کہ اب

میں یہاں آگیا ہوں اب کوئی احمدی مولوی یہاں نہ آنے پائے گا۔ لیکن جب ہم وہاں پہونچ گئے تو پھر اشتہار دیدیا کہ میں تو خواجہ صاحب کے ساتھ مباحثہ کروں گا۔ خواجہ صاحب نے اپنے لکچر کے آخر میں کہا کہ میرا کام مباحثات کرنا نہیں ہے میں تو دین کی محبت کی خاطر بمشکل تمام اپنے پیشۂ وکالت کے ہاتھوں سے کچھ فرصت چھین کر اور اپنی گرہ سے سفر خرچ ادا کرکے اسلام کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے کہیں جاتا ہوں اور اسی صورت میں یہاں آیا ہوں۔ ہاں میرے استاد مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور مفتی محمد صادق صاحب یہاں موجود ہیں کسی کو مباحثہ کا شوق ہو تو ان سے کرسکتا ہے۔ اس اعلان کے بعد مولوی محمد عظیم صاحب بالکل خاموش ہوگئے۔ پھر کئی ایک خط ان کو لکھے گئے جن میں سے ایک عربی میں تھا۔ مگر کسی کا جواب نہ آیا۔ اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب و حافظ روشن علی صاحب و میر قاسم علی صاحب بنارس ہی میں تھے۔ شہر کے مختلف محلوں میں ان کے وعظ کرائے جارہے تھے۔ کہ مولوی صاحب معلوم نہیں کس طرف کو تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب کے متعلق جو اشتہارات شائع ہوئے اور جو خط ان کو اور حکیم محمد عیسے کو لکھے گئے۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ضروری اطلاع کا جواب

حکیم محمد عیسیٰ صاحب کے ساتھ خط و کتابت اور اشتہارات کے ذریعے یہ طے پا جانے کے بعد کہ حکیم صاحب نے ہماری تمام شرائط کو منظور کر لیا ہے اور یہ بھی لکھ دیا کہ کوئی آجائے میں مباحثہ کے واسطے طیار ہوں۔ قادیان سے جب علمار کرام مباحثہ کے واسطے آ گئے۔ تو حکیم صاحب تو خاموش شاید روپوش ہوگئے ہیں۔ اور کسی شخص محمد عظیم کی طرف سے اشتہار دلا دیا ہے کہ یہ مباحثہ کرنے کو طیار ہیں۔ بشرطیکہ خواجہ صاحب کمال الدین ان کے مقابلہ میں آئیں۔ مولوی محمد عظیم صاحب کا تب کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اور ان کی علمی لیاقت کے متعلق پیسہ اخبار میں جو کچھ چھپا تھا وہ بھی ہم جانتے ہیں۔ جس کی آج تک انہوں نے تردید نہیں کی لیکن بہرحال حکیم محمد عیسیٰ صاحب خود مباحثہ کرنے سے عاجز ہیں تو مولوی محمد عظیم کو ہی اپنی طرف سے کھڑا کردیں اور جو شرائط حکیم صاحب طے کرچکے ہیں ان کے وہ پابند ہوکر میدان میں آجاویں اور ان ہی مضامین پر بحث کرلیں جو پہلے سے مقرر ہوچکے ہیں ہاں خواہ مخواہ ایک ایسے بزرگ کا مباحثہ کے واسطے نام لینا جس کے متعلق یقین ہو کہ اس کو یہاں رہنے اور مباحثات میں پڑنے کی فرصت ہی نہیں۔ صرف گریز کے لئے ایک بہانہ ہے

صاحب نے یہ ابلہ فریبی اختیار کی ہے کہ خواجہ صاحب پلیڈر ہیں چیف کورٹ میں ان کے مقدمات ہیں دین کی محبت کے سبب وہ ایک روز کے لئے لیکچر دینے آجائیں گے زیادہ ٹھہر نہ سکیں گے۔ چلو ان کا نام پیش کردو تاکہ اس بہانے سے گریز آسان ہوجاوے اگر مولوی محمد عظیم صاحب کو اپنے علم کا گھمنڈ ہے اور مولوی حکیم محمد عیسیٰ صاحب ان کو قائم مقام منظور کرلیں۔ تو امر آسان ہو وہ مجلس میں تشریف لاکر عربی زبان میں نظم و نثر کا ایک صفحہ بالمقابل ہمارے ایک عالم کے بیٹھ کر لکھ دیں اور اگر وہ عربی زبان میں کچھ لکھنے پر قادر نہ ہوں تو اس بات کا تحریری اقرار نامہ لکھ دیں کہ میں عربی زبان میں اتنی لیاقت نہیں رکھتا اور اسمیں کچھ لکھنے سے عاجز ہوں پھر فارسی اور اردو میں نظم و نثر ہی ہمارے علمار کے سامنے یہ ایک صفحہ لکھ دیں اس سے ان کی علمی لیاقت کا اظہار ہوجاوے گا اور اگر مولوی صاحب کو علوم میں ید طولیٰ ہو تو عبرانی یا کلدانی زبانوں میں جو پہلے انبیار کی زبانیں ہیں کچھ طبع آزمائی ہمارے علمار کے ساتھ کرلیں اسمیں ظاہر ہوجائیگا کہ کتابت سے کتنا علم حاصل ہوسکتا ہے۔ الغرض جو شرائط طے ہوچکے ہیں اور حکیم محمد عیسیٰ صاحب مان چکے ہیں ان کے مطابق مباحثہ کے واسطے کسی جگہ و وقت مقررہ پر تشریف لائیں جیسے قرار پاجائے پہلے وفات اور حیات مسیح پر اور بعد میں دیگر مسائل پر بحث ہوجاوے ورنہ ادھر ادھر کی باتیں بناکر اب مباحثہ کو ٹالنا ٹھیک نہیں ہے۔

المشتہر۔ سکرٹری انجمن احمدیہ بنارس۔ ۲۷۔ اپریل سنہ۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حکیم محمد عیسیٰ صاحب کہاں گئے اور مولوی محمد عظیم صاحب کیوں گریز کرتے ہیں۔

حکیم محمد عیسیٰ صاحب کے چیلنج کے جواب میں ہمارے علمار پرسوں سے یہاں آئے بیٹھے ہیں۔ حکیم صاحب کو مباحثہ کے واسطے آخری خط بھیجے ہوئے اٹھارہ گھنٹے ہوگئے ہیں۔ مگر جواب نہیں آیا۔ لیکن گگھڑ کے مولوی محمد عظیم صاحب کی طرف سے چیلنج پر چیلنج آرہا ہے ہم تو بارہا کہہ چکے ہیں کہ ہمیں حکیم محمد عیسیٰ صاحب کئی ماہ سے بلارہے تھے ہم ان کی دعوت پر آئے ہیں اگر وہ چاہیں خود مباحثہ کرلیں یا اپنی طرف سے مولوی محمد عظیم کو مقرر کردیں۔ مولوی صاحب کے حالات کے اچھے واقف جناب مولوی حافظ روشن علی صاحب بھی یہاں موجود ہیں اور انہیں کی خاطر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بھی یہاں پہونچ گئے ہیں اور حکیم محمد عیسے صاحب مولوی محمد عظیم صاحب کو اپنی طرف سے پیش کردیں تو مباحثہ ہوجائے گا۔ باقی رہا حضرت خواجہ صاحب سے مباحثہ۔ تو اس کا جواب ہم پہلے دے چکے ہیں۔ اور جناب خواجہ صاحب موصوف آج شام کو خود بھی اپنے لکچر میں بیان کردیں گے۔

سکرٹری انجمن احمدیہ بنارس۔ ۲۸۔ اپریل سنہ۱۱ء

اس اشتہار کا کوئی جواب نہ آیا۔ اس کے بعد عربی میں ایک خط لکھا گیا اس کا بھی جواب نہ آیا۔ تب ذیل کا خط لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت گرامی جناب مولوی محمد عظیم و حکیم محمد عیسیٰ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ ہم لوگ حسب دعوت آپ صاحبان کے ایک ہفتہ سے بغرض مناظرہ بنارس میں آئے ہوئے ہیں اور باوجود پے در پے عرض کرنے کے بھی آپنے اس وقت تک ۲۸ مئی سنہ۱۱ء ہوگئی ہے کوئی انتظام مباحثہ کا نہ کیا نہ ہمارے معروضات کا جواب ہی عطار فرمایا۔ آپ صاحبان کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ ہم ہر وقت ہر جگہ ان متنازع فیہا امور پر جن کا ذکر اشتہارات مطبوعہ میں ہوچکا ہے انہیں شرائط کے ساتھ جن کو آپ تسلیم کرچکے ہیں مناظرہ کرنے کو طیار و آمادہ ہیں یہ امر پہلے روز سے آپ کو برابر لکھا جارہا ہے۔ بالآخر بذریعہ خط عربی و خط اردو ۲۹۔ اپریل سنہ۱۱ء کو بھی آپکو لکھا جس کا جواب نفی یا اثبات میں کچھ نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خط ترجمہ کے واسطے کسی جگہ بھیجا گیا ہے۔ کہ جب ترجمہ ہوکر آجاوے تو آپ اور مندرجہ خط سے واقف ہوکر جواب دیں اگر یہی بات ہے تو آپ ہم سے ہی اس کا ترجمہ کرا منگاتے تاکہ توقف جواب دینے میں نہ ہوتا۔ الا اس اردو خط کا جواب تو دیدیتے۔ غرضیکہ ہم آپ کی اس بے اعتنائی اور کج ادائی سے مجبور ہوگئے ہیں کہ کس طرح آپ کو مرد میدان بناویں۔ حضرات یہ کاغذ کی ناؤ کب تک بہکتی ہے اور کب تک لوگوں سے آپ حقیقۃ امر کو مخفی رکھ سکتے ہیں یہ بھانڈا پھوٹیگا اور ایسی طرح پھوٹیگا۔ کہ اہل عقل و دانش سلیم الفطرت انسان آپ کی چالاکیوں سے بخوبی واقف ہوجاویں گے ہم پختہ یقین رکھتے ہیں کہ ان مکذبین کو جو نام مسیح کے مقابلہ میں مخالفت کرتے تھے۔ مثیل مسیح ع۔ کے مخالفین اور مکذبین بڑھ کر نہیں۔ جو خسران ہیں ان کے حصہ میں آئی اس کے حصہ دار مثیل مکذبین بھی ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ پس انجام کار متقین کی فتح ہے جس کے آثار ظاہر ہورہے ہیں کہ بارہ تیرہ آدمی دو تین یوم میں داخل سلسلہ احمدیہ ہوچکے ہیں اور آیندہ آپ معلوم کرتے ہیں کہ کتنے لوگ داخل ہوتے رہینگے اور اس کا بھی خیال رہے کہ کس قدر تعداد احمدیوں کی کم ہوکر آپ کیطرف جاتے ہیں اس سے ایک حقیقت شناس کو ظاہر ہوجائے گا کہ والعاقبۃ للمتقین کے مطابق نتیجہ آپ کی اس شورا شوری اور بےنوری کا آپ کے لئے خسران اور ہمارے لئے کامیابی ہوا ہے یا نہیں؟ مختصر یہ کہ ہم لوگ آج اور کل صرف اس انتظار میں

مقیم ہین کہ آپ ہردو صاحبان فرداً فرداً یا ملکر قرار دادہ و مسلمہ خود شرائط کے مطابق وقت اور مقام مناظرہ مقرر کرکے بحث کر لین۔ اور اگر چاہین تو صرف بیس آدمی اپنے ساتھ لیکر ہماری مسجد مین آکر تحقیق حق و رفع شکوک بطریق مناظرہ کر لین اس کے حفظ امن کے ہم ذمہ دار ہون گے۔ اگر یہان آنا منظور نہ ہو تو اپنے مکان پر ہم کو معہ بیس آدمیون کے بلا کر سمجھا لین مگر پھر ذمہ داری اپنی کرین۔ اس طرح آپ کو منظور نہ ہو اور اپنی خواہش کے مطابق کوئی دنگل کرنا چاہین تو فریقین آج ہی باضابطہ اجازت حاصل کرکے کل ۳ - مئی کو کسی ایسی جگہ پر جو برائے فریقین مقرر ہوگی بحث شروع کر دین۔ اب ہم صاف صاف جواب آپکا سننا چاہتے ہین۔ کہ ان طریقون مین سے کس طریق کو آپ پسند کرکے مناظرہ کرین گے۔ اس کا جواب بواپسی عطا فرما دین۔ اگر اس تمام قصہ کا فیصلہ آپ نے نہ کیا تو پھر اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ کہ آئندہ چیلنج مباحثہ اشتہار دین یا کوئی دھوکہ دہی و ابلہ فریبی کرکے خدا کے بندون کو بہکائین اور یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی بجا لائین بصورت انکار مباحثہ یا عدم جواب خطوط سابقہ عربی و اُردو و عریضہ ہذا آپ کی گریز متصور ہو کر بذریعہ اخبارات و اشتہارات اطلاع پبلک کو کر دی جاوے گی۔ روشن علی۔ غلام رسول قاسم علی۔ ۲ - مئی ۱۹۱۱ء۔

بنارس مین ہمارا کام

مولویون کے جھگڑے کے ذکر سے فارغ ہو کر اب مین اپنے اصلی کام کی رپورٹ کی طرف متوجہ ہوتا ہون کیونکہ ہماری اصل غرض یہ نہین ہے کہ ہم لوگون سے مباحثات کرتے پھرین ہان جب خود ہی کوئی مباحثہ کے واسطے چیلنج دے جیسا کہ بنارس مین ہوا۔ تو ہمین اس کے قبول کرنے مین عذر نہین ہوتا لیکن بارہا تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ کہ مولوی صاحبان کبھی سیدھی طرح مباحثہ کے میدان مین نہین آتے۔ ہمیشہ کسی حیلہ بہانہ سے ٹالنے کی کوشش مین رہتے ہین۔

پہلی تقریر بنارس مین سب سے پہلی تقریر مولوی حافظ روشن علی صاحب نے ۲۷ - اپریل کو بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ مین کی۔ حافظ صاحب نے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دُعا اللّٰھُمَّ تطوی لنا الارض کیطرف اشارہ کرکے اس کا پورا ہونا اپنے ان لمبے سفرون کے چند گھنٹون مین طے ہو جانے مین ثابت کیا پھر بیان کیا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات جامع کمالات ہے اسی طرح اس کی پاک کتاب جامع مطالب ہدایت ہے۔ اور اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ اس کا عبد بھی جامع کمالات ہو۔ خلفاء کے ذریعہ سے تمکین دین ہوتی ہے۔ جب ظاہری انتظام کے واسطے ملوک کا ہونا ضروری ہے تو باطنی انتظام کے واسطے خلفاء کا ہونا ضروری نہین اب کوئی نیا نبی نہین آسکتا۔ بلکہ خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور آتے رہین گے۔ آج مسلمانون کا لفظ ایسا رہ گیا ہے۔ جیسا کہ بعض راجاؤن کی اولاد اب بھی راجہ کہلاتی ہے۔ ورنہ یہ لوگ صرف اسمی مسلمان ہین۔ زمانہ کی حالت بتلا رہی ہے کہ ایک مصلح آنا چاہیئے۔ بچہ رو رہا ہے مگر اس کو دودھ دینے والی کوئی ماں نہین۔ خلقت پیاس سے مر رہی ہے۔ مگر اس کے واسطے کوئی پانی مہیا نہین ہوتا۔

۲۸ - اپریل ۱۹۱۱ء جمعہ حافظ روشن علی صاحب نے مسجد احمدیہ مین نماز جمعہ پڑھائی۔ سورۃ والعصر پڑھ کر مختصر خطبہ مین ہدایت کی کہ وقت سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اس کے بعد اسی جگہ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے وعظ کیا اور بتلایا کہ اس وقت کے مسلمانون کی حالت کا قابل اصلاح ہونا خود ان انجمنون کی کثرت تعداد سے ظاہر ہے جو کہ ذرات بن رہی ہین لیکن اصلاح کا حقیقی اور اصلی طریق وہی ہے۔ جو قدیم سے چلا آتا ہے یعنی کسی ملہم مامور من اللہ کا پیدا ہونا۔ بغیر ایسے شخص کے آنے کے کامل یقین پیدا نہین ہو سکتا اور بجز یقین کامل کے انسان گناہون سے دور نہین ہو سکتا۔ اگر یہ نہین تو نہ انجمنون کے بنانے سے کوئی فائدہ ہے اور نہ یونیورسٹی کی بنیاد رکھنے سے کچھ حاصل ہے۔ ہم یہ بات علی البصیرت کہہ رہے ہین نہ ہم نے اس مین دھوکہ کھایا ہے اور نہ ہم دھوکہ دیتے ہین۔

حضرت خواجہ صاحب کے دو لیکچر جمعہ کے دن خواجہ صاحب بنارس پہنچ گئے اسی شام کو اور پھر دوسرے دن ہفتہ کی شام کو دو لکچر خواجہ صاحب موصوف نے ٹون ہال مین دئے۔ ہر دو لیکچر بعد نماز مغرب شروع ہوئے اور قریب دو گھنٹہ تک ہوتے رہے پہلے دن سے ہی ٹون ہال بھرا ہوا تھا بلکہ باہر دروازون مین بھی آدمی کھڑے تھے پہلے دن کے پریزیڈنٹ جناب بابو محمد عثمان صاحب تھے اور دوسرے دن جناب مولوی رحمت اللہ صاحب وکیل الٰہ آباد تھے۔

پہلے دن کی تقریر کا مضمون تھا "ہماری ترقی کے راز" اس مین خواجہ صاحب نے نہایت فصاحت سے مسلمانون پر یہ امر واضح کر دیا کہ ان کا تنزل صرف قرآن شریف کو چھوڑنے سے ہے اور پھر اسی کو ہاتھ مین لینے اور اسی پر عمل کرنے سے وہ ترقی پاسکین گے۔ قرآن شریف کی زبان (عربی) کے اتنے سو سال سے اپنی اصلی حالت مین قائم رہنے کی وضاحت کرکے بتلایا کہ دنیا کی اور کوئی زبان اتنے عرصہ تک قائم نہین رہی بلکہ پہلی تمام کتب مقدسہ کی زبانین اب مُردہ ہو گئی ہین اور اسیواسطے ان کے سمجھنے مین بھی بڑے بڑے مشکلات پڑ رہے ہین۔ فرمایا انا انزلناہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون۔ اور فرمایا کہ یسرنا القرآن جس کتاب کی زبان ہی مُردہ ہو گئی۔ اس کا سمجھنا کیونکر آسان ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف کامل کتاب ہے۔ اب گاڑی چھکڑون کو چھوڑ دو اور ریل پر سواری اختیار کرو۔

دوسرے دن کی تقریر سیرت نبی پر تھی جسمین حضرت خواجہ صاحب نے پہلے انبیاء اور مصلحین کرشن۔ رام۔ مسیح علیہ السلام وغیرہ کے حالات بیان کرتے ہوئے اور ان کے اعلیٰ کارنامون کی تعریف کرتے ہوئے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شجاعت۔ عفت۔ سخاوت۔ عفو۔ معاشرت۔ اقتصاد۔ قناعت وغیرہ تمام اعلیٰ صفات مین سب سے بڑا اور سب کا مجموعہ ایک کامل نمونہ ثابت کیا اور۔ ع

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کی ایک لطیف۔ صحیح۔ پُر معارف تفسیر پبلک کے سامنے پیش کی

خواجہ صاحب کے لیکچرون پر پریذیڈنشل تقریرین خواجہ صاحب کے لیکچر سے قبل اور بعد جناب صدر جلسہ مولوی رحمت اللہ صاحب نے جو تقریرین فرمائین ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

"جناب خواجہ صاحب نہایت قابل تعظیم مہمان ہین۔ بعید و دراز کی منزل طے کرکے آپ لوگون کی خاطر یہان آئے ہین۔ ہند کے مختلف مقامات مین آپ کو ایسے لوگ مل سکتے ہین جو بڑے بڑے لیکچر دے سکین۔ لیکن جناب خواجہ صاحب مین جو خاص صفت ہے وہ علاوہ اسلامی محبت کے ان کی مذہبی تحقیقات ہے ایسے آدمی بہت ہی کم یاب ہوتے ہین کہ مغربی علوم کے ساتھ مشرقی علوم مین بھی ماہر ہون یہ زمانہ ایسا ہے کہ ہمین نہ صرف اپنے مذہب کی واقفیت کی ضرورت ہے بلکہ دوسرے مذاہب کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ جب تک غیر مذاہب کی کتب مقدسہ سے ہم واقفیت حاصل نہ کرین ہم اس زمانہ مین کامیاب ہو ہی نہین سکتے۔ خواجہ صاحب کے دلائل ایسے اعلیٰ ہین کہ ان کو سُن کر سامعین تسلی تشفی کے ساتھ اپنے گھر کو جاتے ہین اسلام مین دراصل کوئی اختلاف نہین آپ لوگون کو چاہیئے کہ اپنے خیالات کو وسعت دین۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ حضرات (خواجہ صاحب اور اُن کے رفقاء) کس قدر اسلام کے سچے علمبردار اور سچے عاشق ہین۔"

خواجہ صاحب کے لیکچرون کا اثر خواجہ صاحب کے لیکچرون کا یہ اثر ہوا کہ بعض منصف مزاج لوگ جو صرف مخالفون کی افتراء پردازیان سنکر ہمارے سلسلہ

کے مخالف ہو رہے تھے۔ اور کئی نہ کسی سبب سے شامل جلسہ نہ ہوئے گئے ان کے دلون سے وہ کدورت جو ہمارے خلاف تہی دور ہو گئی اور اون کو یقین ہو گیا کہ ہماری جماعت اسلام کی شیدائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تابعدار بلکہ عاشق ہے۔ ملاں لوگوں نے ایک اشتہار شائع کیا تہا۔ کہ کوئی شخص خواجہ صاحب کے لیکچر میں نہ جاوے اثر اس اشتہار کا تو پہلے ہی یہی ہوا کہ جس کو خبر نہ تہی اوس کو بھی خبر ہو گئی اور وہ لیکچر سُننے آ گیا لیکن لیکچرون کے بعد لوگون کو یقین ہو گیا کہ مُلاّن لوگ محض شرارت کے ساتھ اس مخالفت پر تُلے ہوئے ہیں اور بعض لوگون نے اقرار کیا کہ بے شک ہم آپ لوگون کے متعلق غلط فہمی مین تھے۔ جیسی تائید اسلام خواجہ صاحب نے کی ہے ایسی تو کوئی مولوی نہین کر سکتا ایک معزز سرکاری عہدہ دار جو پہلے ہمارے دوستون کو بُرا جانتے تہ اور ان کے خلاف رہتے تھے ان لیکچرون کے سُننے کے بعد جابجا خواجہ صاحب کی تعریف کرتے پھرے اور لوگون کو سمجھاتے رہے کہ ان کے برخلاف جو باتین مشہور کی گئی ہین۔ وہ جہوٹ ہین اور کہ یہ لوگ فی الواقع اسلام کے حامی ہین ایک ہندو جوہری لالہ کیسری چند صاحب نام نے خواجہ صاحب کے پہلے لیکچر کے بعد تمام جماعت احمدیہ کو دوسرے دن صبح کی دعوت دی جس کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔ اس دعوت پر لالہ کیسری چند صاحب نے اور ان کے صاحبزادے نے نہایت اخلاص کے ساتھ تمام حاضرین کی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیوے۔

انہی جوہری صاحب نے دوسرے لیکچر کے بعد جناب خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء کے گلے مین پھولون کے ہار پہنائے ایک سوامی صاحب پرگیا نند گری نام خواجہ صاحب کے لیکچر کے بعد اُٹھے اور انہون نے خواجہ صاحب کی اعلیٰ تقریر پر ان کو دھنباد (مبارک باد) کہی۔

دوسرے لیکچر کے ختم ہونے پر بنارس کے معزز لوگون نے (جو پہلے کسی احمدی کی تقریر کو سُننا بھی پسند نہ کرتے تہے) خواجہ صاحب کی خدمت مین باصرار تمام یہ درخواست پیش کی کہ وہ ایک دن اور ٹھہر جاوین لیکن چونکہ دوسرے دن خواجہ صاحب نے مقدمات کی پیروی چیف کورٹ لاہور مین کرنی تہی اس واسطے وہ ان کی درخواست کو منظور نہ کر سکے تاہم اُن صاحبان نے جناب خواجہ صاحب سے یہ وعدہ لینا چاہا کہ وہ پھر کسی وقت بنارس تشریف لاوین جس کے جواب مین خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ امر میرے اختیار مین نہین اس واسطے مین اس کے متعلق وعدہ نہین کر سکتا اگر میرے مُرشد حضرت خلیفۃ المسیح کا مجھ کو حکم ہو۔ تو مین ہر وقت آنے کو طیار ہون۔

مولوی اندھا پانی کے عقل پر پتھر

عداوت بھی راہ کی ہوتی ہے۔ کہتے ہین۔ دانا دشمن بہ از دوست نادان۔ مولوی محمد جیسے صاحب ہماری عداوت مین ایسے بھٹکے ہین کہ خود اسلام کی جڑ اکھاڑنے کے درپے ہو گئے ہین۔ جناب خواجہ صاحب نے غیر مذاہب کی ایک بڑی جماعت کے سامنے اسلام کی تائید مین ایک لکچر دیا تھا جس کا بہت نیک اثر ہوا۔ مولوی صاحب نے اب اس لکچر کی تردید شائع کی ہے۔ سبحان اللہ۔ اہل اسلام میں کیسے کیسے پہلوان پیدا ہو گئے ہین جو اپنے ہی گھر کی بنیاد کو اکھاڑنا اپنا فخر جانتے ہین کیا اب بھی ثابت نہین ہوا کہ یہ مجدد کا وقت ہے۔

مسجد احمدیہ مین لیکچر

اتوار کی صبح کو مسجد احمدیہ مین جناب خواجہ صاحب نے اور سید قاسم علی صاحب نے تقریرین کین اور اس کے بعد سات آدمیون کو جن کے سینون کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سلسلہ حقہ کے متعلق انشراح عطا کر دیا تھا۔ بیعت کے خط لکھے اون کے اسمائے گرامی مین اسی رپورٹ مین دوسری جگہ درج ہین۔

صادق کا پیام کاشی کے نام

احباب بنارس نے ٹون ہال صرف تین دن کیواسطے مانگا ہوا تہا۔ دو دن تو وہان خواجہ صاحب کے لیکچر ہوئے جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے۔ تیسرے دن احباب کے مشورہ سے میرا لیکچر قرار پایا جس کے دو حصے تھے۔ حصہ اوّل مین بنارس کے ہندوؤن کو خطاب تہا اور حصہ دوم مین وہان کے مسلمانون کو۔ میرے لیکچر کے شروع ہونے سے پہلے جناب پریزیڈنٹ صاحب نے جو تقریر فرمائی۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے "آج کی تقریر اور مقرر کے نام سے حاضرین بذریعہ اشتہار اطلاع پا چکے ہین۔ مولوی مفتی محمد صادق صاحب کن کمالات علمی کو حاصل کئے ہوئے ہین میری زبان اون کو بیان کرنے سے قاصر ہے خواجہ صاحب کے لیکچر آپ صاحبان سُن چکے ہین اس کے بعد مفتی صاحب کی تقریر سُننے سے آپ پر واضح ہو جائیگا کہ **این خانہ ہمہ آفتاب است**۔ کس طرح سے علم کے جواہرات ان صاحبان کے سینون مین بند ہین یہ لوگ بظاہر دیکھنے مین سیدھے سادے ہین۔ مگر جب انسان ان کو قریب سے دیکھے اور ان کے کلام کو سُنے۔ تب ان کے فضائل علمی اور اون کے معلومات انہین گرویدہ کر لیتے ہین یہ صاحبان کس قسم کو مخزن ہین کہ جتنی دولت علمی کسیکو درکار ہو ان سے مل سکتی ہے"

مولوی غلام رسول صاحب کا کشف

اس پیام کے متعلق جناب مولوی غلام رسول صاحب کو ایک کشف ہوا۔ جو ان کی اپنی تحریر مین درج ذیل ہے۔

"سیدنا حضرت مفتی صاحب کے لیکچر کے لئے جب ہم بنارس کے ٹون ہال مین گاڑی پر سوار ہو کر جا رہے تہے تو صاحب ممدوح نے اپنا لکچر میرے ہاتھ مین دیا کہ اس کی کامیابی کے لئے اس کو ہاتھ مین لے کر دُعا کرو۔ مجھے اس بے نفس انسان کی اس بات پر بہت ہی تعجب ہوا کہ آپ اس ناچیز کو دُعا کے لئے فرما رہے ہین مجھ بہت ہی شرم آئی لیکن اس لئے کہ یہ اپنا ہی کام ہے اور اسلام کی نُصرت اور تائید کے لئے الامر فوق الادب کے ماتحت لکچر کو ہاتھ مین لے کر دُعا کے لئے توجہ کی اور دُعا کی کہ الٰہی اسی صادق انسان کی صداقت اور اخلاص کی طفیل میری دُعا اس کی تائید مین قبول کر اور حضرت خلیفۃ المسیح ؑ اور مسیح موعود ؑ کی عزت کے لئے اسے عزت دے اور اپنی توحید اور تقدیس کی خاطر اس کی نُصرت فرما۔ اسی طرح دُعا کر رہا تھا کہ یک دفعہ مجھے انشراح صدر ہو گیا اور معاً میری رُوحانی آنکھ کھُل گئی جس سے آسمان سے مجھے بارش کی طرح انوار نظر آئے اور دیکھا کہ گویا آسمان کے دروازے کھُل گئے اور بشارت معلوم ہوئی کہ کامیابی کامیابی۔ مین نے یہ سب ماجرا حضرت ممدوح سے راستہ ہی مین عرض کر دیا۔ جو بعینہ اسی طرح ظہور مین آیا۔ والحمد للہ علی ذالک۔"

ناچیز غلام رسول احمدی راجیکی نزیل بنارس یکم مئی ۱۹۱۳ء

پیام سے اقتباس

بعض احباب کے مشورہ سے یہ قرار پایا ہے۔ کہ میرا لیکچر بصورت کتاب علیحدہ شائع کیا جائے اور اس کا نام تحفۂ بنارس رکھا جاوے اس واسطے اس کا خلاصہ یہان درج کرنے کی ضرورت نہین مگر اس مین سے کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کی خاطر درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"اللہ اکبر خدا کے پیارون کی باتین ہر وقت اور ہر زمانہ مین سچی نکلتی ہین۔ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ البرکات اور نبیون کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس توحید کو دنیا مین پھیلایا۔ اور انسان کو ناکارہ بوجھون سے آزاد کیا اس توحید کا پیام مین آج اہل بنارس کو پہنچانا چاہتا ہون اور خدائے واحد سے دُعا کرتا ہون۔ کہ وہ میرے کلام مین برکت ڈالے اور اس مین ایک ایک تاثیر رکھ دے جو اس مرکز ہنود کو ایک ایسی جنبش دے کہ محیط ہنود تک سارے رقبہ ہند کے لئے موجب ہدایت ہو جاوے۔

اے کاشی! لوگ کہتے ہین کہ تو بہت پُرانا شہر ہے۔ بعض ہندی پُستکون کی رو سے تو دنیا مین سب سے پہلا شہر ہے جو عبادت کے واسطے بنایا گیا تھا۔ ایک مورّخ کی رائے مین تو وہ شہر ہے جس نے حضرت سلیمان کے زمانہ مین اپنی آبادی کی عمدہ اشیاء

ت گاہ سلیمان تک پہنچائی ہون تو کچھ عجب نہین۔ ایک مصنف سے کہ ابھی بخت نصر فاتح نہ بن چکا تھا اور یونان اپنے کو نہ پہنچ چکا تہا جب کہ بنارس تمدنی حیثیت مین کمال حاصل چکا تھا مین تیری قدامت کے مسئلہ کو زیر بحث لانا نہین چاہتا۔ اور جو فخر تجھے پرانا ہونے مین ہے۔ اسمین تیری مخالفت کے درپے ہونا میرا کام نہین۔ آثار قدیمہ اگر تجھ مین ہین تو تجھے مبارک ہون مین نے تیری عداوت کے لئے منہ نہین کہولا بلکہ تیری بھلائی کے لئے۔ اسلئے تو میری بات کو توجہ سے سن تاکہ تیرا بھلا ہو۔"

"اے کاشی! تو ہندو مذہب کا مقدس شہر ہے۔ اور ہندو دنیا کا مرکز ہے۔ میرا تجھے مخاطب کرنا ساری ہندو دنیا کو مخاطب کرنا ہے میری باتون کی قدر کر کہ یہ درد دل سے نکلی ہین"

"اے بنارس تو بُت خانون اور مندرون سے بھرا پڑا ہے جتنے مندر بتون کی پوجا کے لئے تیرے اندر ہین کبھی کسی شہر مین نہ ہون گے۔ پر کیا کبھی تو نے سوچا ہے کہ ان بتون نے تجھے کیا فائدہ دیا۔ مین اُن بزرگون پر بحث نہین کرتا جن کے نام پر یہ بت بنائے گئے ہین۔ اور کرشنا اور راما ایسے بہت سے پرم ایشور کے پیارے اس زمین پر گذرے ہین۔ جنھون نے اپنے رب کی بھگتی کی اور اس درجہ تک پہنچے۔ بلکہ مین تو ان لوگون پر بھی بدظنی نہین کرتا۔ جنھون نے اول اول راما اور کرشنا اور دیگر بزرگون کی تصویرین یا مورتیان بنائین کیون کہ انھون نے ایسا کام صرف ان لوگون کی جسمانی صورت کی یادگار قائم رکھنے کی خاطر کیا جیسا کہ آجکل مختلف شہرون مین کوئین وکٹوریہ اور کنگ ایڈورڈ کے بت نصب کئے گئے ہین اُن بت تراشون کا یہ منشا نہ تہا کہ کوئی ان کو معبود سمجھے اور ان کی پرستش کرے ہان پچھلون نے غلطی کھائی اور رفتہ رفتہ وہ غلطی ایسی بڑہی کہ لوگ پتھرون کو ایک طاقتور ہستی سمجھنے لگے اور ان کے آگے سر جھکانے لگے اور انہین سے اپنی دعائین مانگنے لگے جو نہ سنتے ہین اور نہ ہی دیکھتے ہین اور جن کو جب کسی نے پھوڑ کر دیکھا وہ پتھر کے پتھر ہی نکلے۔ اور مرور زمانہ سے ایسی غلطیان ہمیشہ بڑہی جایا کرتی ہین۔ یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے مامور ریفارمر ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے تاکہ وہ پرانی غلطیون کو نکالکر پھر لوگون کو راہ راست پر لاتے رہین۔ وہ مقدس گھر جس کی نسبت خدا کی کلام فرماتی ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ تحقیق وہ پہلا گھر جو لوگون کے متوجہ ہونے کے لئے بنایا گیا۔ وہ مکہ مین ہے وہ برکت والا ہے اور ہدایت ہے سب عالمون کے لئے۔ اس پاک گھر مین نادانون نے بت کھڑے کئے تھے۔ جن کو اس نقش گر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر نکالا اور ایسا نکالا کہ پھر آج تک وہ گھر عبادت الٰہی کے لئے خاص الخاص ہے سو یسی غلطیان بڑہی جایا کرتی ہین لیکن اب وقت ہے کہ اب انکی اصلاح کرلی جائے۔ مسلمانون نے یا آریون نے ہند مین بت توڑے ہین یا نہین توڑے۔ اس بات سے ہمین بحث نہین لیکن اس مین شک نہین کہ بت توڑے گئے اور وہ ٹوٹ گئے ان کا ٹوٹ جانا خود اس بات کی بین دلیل ہے کہ وہ معبود نہ تھے اور نہ ہین۔ مگر کبھی کسی نے یہ نہ سنا ہوگا کہ کسی شہر مین کسی نے ایشور کو توڑ دیا یا خدا کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پس اے پیارو! اس قادر مطلق ہستی کیطرف دوڑو جس کو کوئی توڑ نہین سکتا وہ جو زندگی ہے اور زندگی بخش ہے وہ جو قدیم ہے۔"

"یہ پتھر مین تو اتنا ہی شعور نہین۔ بت مین تو کچھ بھی سمجھ نہین۔ مورتی مین تو ذرا بھی وفا نہین وہ تو صد سالہ پجاری کا بھی سر توڑنے کے واسطے ایسا ہی تیار ہے جیسا کہ ایک انجان ناپہچان کے واسطے۔ اس سے تجھ کیا حاصل۔ اسے چھوڑ۔ اس بے فائدہ بوجھ کو اپنے سر سے اُتار پھینک۔ ایک خدا کو یاد کر۔"

"پس ثابت ہوا کہ پرانا مذہب اور سب سے پرانا اور پہلا طریقہ یہی ہے کہ کیول ایشور، صرف خدا کی پرستش کیا وے اور یہی مطلب ہے لا الٰہ الا اللہ کا۔ اور چونکہ اس کیول ایشور کی پوجا کو بڑے زور سے اس جہان مین قائم کرنے والا بڑا اوتار جو ہوا ہے وہ محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اسواسطے بھی ہم اس کلمہ مین اسکی رسالت کا ہی اقرار کرتے ہوئے کہتے ہین۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

کیا معنے پوجا کیول ایشور کی کرو۔ یہ بات اُس کے اوتار محمدؐ نے ہمکو سکھا دی ہے کیا کوئی دانا آدمی اس پوتر منتر کے پڑھنے سے انکار کر سکتا ہے اسواسطے پھر سب کہہ دو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اسی کلمہ سے بیڑا پار ہوگا اس سے تمام بوجھ اُتر جائین گے تھکے ماندون کی کوفت دور ہوگی۔ گناہ مین ڈوبے ہوؤن کو نجات حاصل ہوگی۔ اس کلمہ کا علم اور عمل انسان کو با خدا انسان بنا دیگا۔ اوتار اور دیوتا بننے کا گھر یہی ایک کلمہ ہے۔ بس کہو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔"

"اے کاشی کے بسنے والو! تم نے کرشن مہاراج کے قصے سُنے۔ تمہارے دل مین بسا اوقات یہ آرزو پیدا ہوتی ہوگی اور یہ خواہش گدگدی کرتی ہوگی کہ کاش! ہم بھی کرشن مہاراج کے وقت مین ہوتے تو ان کا ساتھ دیتے ہم دشٹون کو ہلاک کرتے کیونکہ مہاراج دشٹون کا نشٹ کرنے کے سبب رُدّر کہلاتے تھے اور ہم بھی نیک لوگون کی پالن کرتے کیونکہ مہاراج گوپال تھے وہ ایسے لوگون کی پالن کرتے تھے۔ جو گائے کی طرح مخلوق الٰہی کے لئے بے ضرر اور فائدہ رسان ہوتے۔"

"ہان اے کاشی کے بسنے والو! اس کرپالو دیالو ایک خدا کے آگے شکریہ مین اپنا سر زمین پر رکھ دو۔ کہ اس نے تمہین مین سے تمہارے ہی ملک مین پھر رُدّر گوپال کو پیدا کر دیا اس نے تمہارے سامنے عجیب کام دکھلائے اس کی سانس سے وہ دشٹ ہلاک ہوئے۔ جو تمام مقدس لوگون کو گالیان دینا اپنی خوبی جانتے تھے۔ تم نے سنا ہوگا کہ پنجاب دیش مین ایک شخص لیکھرام گذرا ہے۔ جس نے بُرا کہنے مین نہ اپنے بزرگون کو چھوڑا اور نہ ہی بیگانون کو۔ اس کے لئے یہ کرشن رُدّر ہوا اور ایسا ہی اس جیسون کے لئے۔ پر وہ جنھون نے اس کا ساتھ دیا۔ وہ ان کے واسطے گوپال بنا۔ تم اس وقت کو غنیمت جانو اور خدا کے پیارے کو قبول کرلو۔ سچائی کے قبول کرنے مین دیر کرنی اچھی نہین ایسا نہ ہو کہ تم بعد مین حسرت کے ساتھ کہو۔ ع

یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

مبارک ہین وے جنھون نے اس کی آواز کو سنا اور اس کا ساتھ دیا کیونکہ وہ اس زمانہ کا نور ہے اور وہی نجات کا دروازہ ہے کوئی خدا کی رضا کو حاصل نہ کرسکیگا جب تک کہ اس دروازہ سے داخل نہ ہو۔ ہلاکت ہے اس کے لئے جس نے اس کی قدر نہ جانی۔ اور اسے فضول سمجھا۔"

"اس اوتار کا نام **احمدؐ** ہے وہ پنجاب کے ایک گاؤن قادیان نام مین پیدا ہوا اور ساری عمر وہین گذاری۔ بچپن سے اس کی طبیعت دنیوی جاہ و عزت سے متنفر تھی وہ ہمیشہ ایشور کی بھگتی مین سرشار رہتا۔ سالہا سال تنہائی مین رہ کر وہ خدا کی عبادت مین اور دھیان مین مصروف رہا۔ یہان تک کہ اس پر مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ کھلا۔ خدا نے اس سے پیار کیا۔ کیونکہ وہ خدا کو پیار کرتا تھا۔ اس نے دنیا و مافیہا سے قطع تعلق کیا۔ وہ خدا کا ہوگیا اور خدا اس کا ہوگیا۔ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھولے گئے اور اس کی آواز آسمان مین قبولیت کی راہ پاگئی وہ کام جو دنیاداروں کے سامنے پہاڑ کی طرح اٹل ہوتے تھے اس کے منہ کے ایک کلام سے ٹل جاتے تھے۔ ایذا رسان شریرون کو اس کا دم ہلاک کر دیتا تھا اور نیکوکارون کا ہاتھ پکڑ کر وہ آکاش کی طرف لے جاتا تھا۔ اور انہین آسمان کے ستارون کی طرح دنیا کا نور بنا دیتا۔ آسمان کے فرشتے فوج در فوج اسکی مدد کے واسطے اُترتے تھے۔"

"اے بھارت واسیو! تم جو ہر شے دیش کی مانگتے ہو اور بدیسی چیزون سے نفرت ظاہر کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم سودیشی ہین۔ جب تم دنیوی چیزون مین ہر شے سودیشی کے

خواہش مند ہو۔ تو پھر اپنے سدا شی اوتار سے کیون بھاگتے ہو؟

"ہے کاشی تو میرے کرشن کی جے بول اور میرے راما کی فوج مین داخل ہو جا۔ تب تیری روشنی صبح صادق کی مانند چمکیگی اور تیری عافیت کی ترقی جلد نمایان ہوگی۔ تیری راستبازی دور دور تک پھیل جائے گی۔ خداوند کا جلال تجھ مین ظاہر ہوگا تب ایسا ہوگا کہ تو پکارے گا تو خداوند جواب دیگا۔ کیونکہ وہ گونگا معبود نہین وہ بہرا خدا نہین وہ ہر حال مین تیری راہنمائی کریگا۔ اور تیرے آگے آگے چلیگا۔"

"اے نبارس نواسی مسلمانو! تم اس شہر مین بہت تھوڑی ہو" "چند کلمات مختصر نصیحت کے تمہین خصوصیت کے ساتھ کہنا چاہتا ہون۔"

"ایک وہ زمانہ تھا کہ یہ شہر اسلامی شان وشوکت کے ساتھ محمد آباد کہلاتا تھا اور آج تمہاری شامت اعمال سے یہ حال ہے کہ مسجد دہرارا والی جو اورنگ زیب بادشاہ نے بنوائی تھی اس کے گرداگرد ایک میل تک مسلمانون کا کوئی گھر آباد نہین۔ ذرا سوچو اور غور کرو کہ تمہاری روحانی حالت کس قدر گری ہوئی ہے۔"

"ایک شخص اس زمانہ مین اس واسطے اُٹھا ہے۔ کہ تمام ادیان پر دین اسلام کو غالب کر کے دکھلا دیوے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دنیا مین قائم کرنے کے واسطے آگیا ہے مگر تم اسی کے مخالف بن بیٹھے ہو تمہارا فرض تھا کہ سب سے اول لبیک کہہ کر اس کی مدد کرتے۔"

"کیا قرآن شریف مین کوئی دلیل اس بات پر ہے کہ حضرت عیسیٰ اب تک زندہ آسمان پر ہین ہرگز نہین۔"

"پھر مین کہتا ہون کہ حضرت عیسےٰ کی وفات کا مسئلہ کوئی نیا بھی نہین پہلے مفسرین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔"

"پس اے پیارو! چھوٹی چھوٹی باتون پر مت پھسلو۔ اور اعتراضون کی طرف مت دوڑو۔ نکتہ چینی کی بدعادت نہ ڈالو مین نے سُنا کہ یہان ہمارے مخالفون نے ہمارے امام پر عیب چینیون کی ایک فہرست شائع کی ہے مین نے اُسے دیکھا کہ وہ بالکل ایسی فہرست ہے جیسی عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا کرتے ہین۔ اکثر باتین محض دروغ اور افترا ہین بعض ایسی ہین جو لکھنے والے کی سمجھ مین بھی نہین آئین۔ خیال کرو کہ نکتہ چینی سے یہودیون نے کیا حاصل کیا۔ جو آج تک حضرت عیسےٰ پر عیب گیری کرتے ہوئے مخالفت کرتے ہین اور اعتراضون کی عادت سے عیسائیون نے کیا حاصل کیا جنھون نے حضرت رسول کریم پر اعتراضات کرتے ہوئے ہزارون رسالے اور کتابین شائع کر دین۔ وہ کون خدا کا پیارا ہے جس پر زمانے کے لوگون نے عیب نہین لگائے۔ امام ابوحنیفہ حضرت شیخ عبدالقادر امام شافعی۔ حضرت مجدد سرہندی۔ خدا کے سب پیارون پر عیب لگائے گئے۔ منصور غریب تو سولی پر ہی چڑھا دیا گیا ملانون کے پیچھے نہ چلو۔ یہ تو سب پر کفر کے فتوے لگاتے ہی چلے آئے ہین۔ اس بات سے نہ گھبراؤ کہ مسیح موعود کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے کیا حضرت عیسیٰ نبی نہ تھے یا رسول نہ تھے۔ پھر وہ جس کو خدا نے بھیجا وہ رسول نہ کہلائیگا تو کیا کہلائیگا۔ اور جو وحی الٰہی سے خبر پاکر پیشگوئیان کرتا ہے وہ نبی نہ کہلائیگا۔ تو کیا کہلائیگا۔ جس کو حدیث نے نبی کہا ہے۔ وہ نبی نہین تو پھر کون نبی ہے۔ ہان اگر کوئی شخص قرآن شریف کی شریعت کا انکار کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے انکار کرے اور کہے کہ براہ راست خدا کے پاس پہونچ گیا اور نبی بن گیا وہ جھوٹا ہے۔ اس زمانہ مین دو ہی شخصون نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ایک ڈوئی نے جو امریکہ مین تھا۔ اور ایک مرزا صاحب نے جو قادیان مین گذرے ہین۔ ڈوئی نے اسلام کی شریعت کا انکار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا اور کہا خدا نے مجھے نبی کہا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ آنحضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت۔ شریعت اسلام کی کمال فرمان برداری کے طفیل مجھے اس واسطے نبوت عطا ہوئی کہ تا دین اسلام کی سچائی ثبوت ہو۔ دونون نبیون کا مقابلہ ہوا اسلام کے نبی نے فتح پائی۔ ڈوئی ہلاک ہوا اور ثابت ہو گیا کہ دین اسلام سچا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی سلطنت دنیا مین قائم ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً۔ جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی۔ وہ ان لوگون کے ساتھ ہے جن پر خدا نے انعام کیا وہ کون ہین۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ اور صالح۔ وہ اچھے رفیق ہین اب دیکھو۔ اللہ اور رسول کی اطاعت سے یہ درجات ملتے ہین خود خدا فرماتا ہے۔ کیا یہ انعام اس مرحومہ اُمت کے کسی فرد بشر پر نہین ہوئے اور نہین ہو سکتے۔ قرآن شریف مین لفظ خاتم النبیین ہے۔ ت پر زبر ہے۔ اس کے معنے ہین نبیون کی مُہر یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہر جب تک نہ لگے۔ کوئی نبی نہین ہوسکتا۔ قرآن شریف مین لفظ خاتم ت کی زبر کے ساتھ نہین اپنے گھرون مین جاکر اپنے اپنے قرآن شریف کھول کر دیکھو اور اس کا ترجمہ پڑھو۔ نمونہ کے طور پر جو قرآن شریف اس وقت میرے پاس ہے وہ دکھا دیتا ہون (قرآن شریف ترجمہ شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالقادر دکھایا گیا) غیر احمدیون کے مطبع کا چھپا ہوا ہے۔ اور پرانے بزرگون کا کیا ہوا ترجمہ ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضان پاکر کوئی نبی نہین ہوا۔ تو پھر وہ خاتم النبیین کیسے ہین جو لوگ مرزا صاحب کا انکار کرتے ہین وہ تو خاتم النبیین کا انکار کرتے ہین خدا سے ڈرو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ حدیث شریف مین بھی آیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ۔ (ملاحظہ ہو۔ مجمع البحار کی آخری جلد تکملہ۔ لفظ نبی کی تشریح) یہ کہو کہ وہ نبیون کی مُہر ہین۔ یہ نہ کہو کہ اس کے بعد کوئی نبی نہین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رات دن اس حبیب خدا کے پاس رہتی تھین وہ جانتی تھین۔ کہ آنحضرت صلعم کا کتنا بڑا رتبہ ہے۔ اُن کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس محبوب الٰہی سے فیض پاکر بعض لوگ نبی بن جاوینگے۔ حضرت معین الدین چشتی فرماتے ہین۔ ؎

دم بدم روح القدس اندر معینی مے دمد
من نمے گویم مگر من عیسےٰ ثانی شدم

دیکھو وہ بھی عیسےٰ ثانی ہونے کا دعوے کرتے ہین۔ پھر حدیث مین آیا ہے۔ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہون گے کوئی عالم موسےٰ کی مانند ہے۔ کوئی عالم عیسیٰ کی مانند ہے۔ تم نبوۃ کے لفظ سے نہ گھبراؤ۔ اپنے نبی کی شان دیکھو۔ خدا نے اس کا بڑا درجہ بنایا ہے۔ اس کے فیضان سے تو ایک کیا سینکڑون عیسےٰ بن سکتے ہین۔ تم ان باتون پر ٹھوکرین نہ کھاؤ۔ جوانمردی سے خدا کے پہلوان کا ساتھ دو تاکہ اسلام کی فتح ہو اور تمہارا نام فتحمندون مین لکھا جاوے۔ یہود کی خصلت اختیار نہ کرو۔ خشک دلی کو چھوڑ دو۔ اپنے رب کے آگے گڑگڑاؤ اور زاری کرو تاکہ تم پر رحمت کے دروازے کھولے جائین۔ اپنی ہمسایہ قوم کو بھی سکھلاؤ۔ مامور وقت کو نہ ماننے مین تم اُن سے زیادہ زیر الزام ہو۔ کیونکہ تم نے قریبی ہوکر قطع رحم کیا۔ وہ تو دور پڑے تھے۔ پر تم تو سب کچھ جانتے تھے۔"

"اے پیارے بھارت نواسیو! تم ہندو کہلاتے ہو یا مسلمان مین تبلیغ کا حق تم پر ادا کر چکا۔ خدا کی بات تم تک پہنچ چکا۔ خدا کے فرستادہ کا پیغام تمہارے شہر مین کھڑے ہو کر سنا چکا۔ اب قبول کرو۔ تو خدا غفور الرحیم ہے۔ اور اگر نہ کرو تو وہ غنی عن العلمین ہے۔ بالآخر مین دعا کرتا ہون کہ ہے پرماتما دیالو کرپالو۔ بھارت نواسیون کے ہردون مین جوت دے۔ کہ وہ تیرے شبھ اوتار کو پہچان لین اور اُن کو است پنتھون کے اندھکار سے نکالکر اسلام مین داخل کر دے۔ اے رحمٰن رب تو ہی سب کا ہادی ہے اپنے عاجز بندون کے گناہون کو معاف فرما اور انہین اپنے قرب کی راہون پر چلا کہ تو قادر قدیم حی قیوم ہے۔ وآخر دعوٰنا

عالمین "

باب خواجہ صاحب کی تقریروں سے اہل بنارس پر یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ خدام احمدؑ ، اور ناصر ہیں اور بہت لوگوں کے ہاں ، جو بسبب غلط فہمیوں کے ، ر کھتے تھے ۔ اُس کے بعد اِس پیام سلسلہ حقہ احمدیہ کی تبلیغ وضاحت کے ساتھ پیش ۔ ۔ ۔ ۔ بہت نیک اثر ہوا ۔ اور لوگوں نے کہا ۔ کہ آپ نے اصل کام تو آج کیا ہے ۔ بلکہ بعض نے کہا کہ یہ لیکچر تو پہلے ہی دن ہونا چاہیئے تھا ۔ لیکن جب تک پہلے بدگمانیوں کو دور نہ کیا جاتا ایسی تقریر کے سننے کے واسطے بعض لوگوں کے طبائع طیار ہونے مشکل تھے اس واسطے جو پروگرام بنایا گیا تھا ۔ اس موقعہ پر وہی زیادہ مفید تھا ۔ اس پیام کو سُن کر ہمارے بڑے مخالف حاجی قادربخش صاحب کے فرزند ارجمند بخشی عبدالحمید صاحب نے کہا کہ آپ اس قسم کا ایک وعظ میرے مکان پر کریں ۔ چنانچہ وہاں وعظ ہوا ۔ بخشی عبدالحمید صاحب اور اون کے بھائی بخشی عبدالعزیز صاحب تحریری درخواست کے ذریعہ سے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرماوے ۔ اب غیر احمدیوں نے درخواستیں پیش کیں کہ اون کے محلوں اور بازاروں میں وعظ کیا جاوے جن کا انتظام بھی انہی لوگوں نے اپنے ذمہ لیا ۔ ان لوگوں کی خواہش کو پورا کرنے کے واسطے میر قاسم علی صاحب حافظ روشن علی صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بنارس میں تین روز اور ٹھہرے اور خوب جابجا وعظ کئے ۔ جن سے بہت سے لوگوں کے شکوک رفع ہوئے ۔ اور بعض نے بیعت کی درخواستیں بھی تحریر کیں ۔

رپورٹ مکتوبہ بخشی صاحب

اب میں یہاں بخشی صاحب کی وہ رپورٹ درج کرتا ہوں ۔ جو کہ انھوں نے بنارس سے بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح ع ارسال کی ہے کیوں کہ اس میں تمام کارروائی کا خلاصہ درج ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ‍ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مرشدنا وامامنا حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ حضور کی دعا اور توجہ سے یہاں نہایت کامیابی کے ساتھ ٹون ہال میں اور بعض دیگر مقامات پر تقریریں ہوئیں جس کا بہت نیک اثر سامعین پر ہوا ۔ ۱۳ ۔ آدمیوں نے بیعت کی ۔ خواجہ صاحب کے الٰہ آباد کے لکچر کے سبب سے یہاں ہندو مسلمان بہت منتظر تھے ۔ وہ لکچر ٹون ہال میں ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن شریف کی صداقت پر جسمیں ایسی لطافت سے تبلیغ تھی ۔ جس کا بیان کے عمائد پر بہت بڑا اثر ہوا ۔ جو روز بروز ترقی پذیر ہے ۔ اور تمام مخالفت جو شہر کے لوگوں میں تھی ۔ دُور ہوتی جاتی ہے ۔ اون کی اور میر صاحب کی ایک ایک وعظ جو خاص احمدیوں میں ہوئی جس کے بعد ان تیرہ ۱۳ مذکورہ بالا آدمیوں نے بیعت کی ۔ شہر کے لوگ اور وکلا ر جو ہم کو کافر جانتے تھے ۔ مسلمان سمجھنے لگے ۔ مخالفین نے جس قدر مخالفت کی ۔ اوسی قدر خدائے پاک نے ہر پہلو پر حضور کی دُعا سے معاونت کی ۔ ایک ہندو رئیس نے تمام بزرگان سلسلہ و نیز جملہ احمدی برادران جو یہاں موجود تھے اون کی دعوۃ کی جس سے مخالفین کو اور بھی صدمہ ہُوا ۔ اون کے بعد مفتی صادق صاحب نے ایک جامع تقریر تردید بُت پرستی پر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے دعوے اور اوس کے دلائل نہایت صاف الفاظ میں کھول کر بیان کر دئے ۔ جس سے لوگوں کو اصلیت معلوم ہوگئی ۔ حافظ صاحب نے جو تمام علوم میں دریائے بیکنار ہیں ۔ علاوہ کئی تقریر و قرأت دلپذیر کے بعض لوگوں کو علیحدہ ایسا عمدہ سمجھایا اور اون کے اعتراضات کا کافی جواب دیا ۔ کہ لوگ قائل ہو گئے ۔ ایک ہندو سادھو نے جلسہ میں چند سوال کئے تھے ۔ حافظ صاحب نے ایسا لطیف جواب دیا جس کا اثر تمام جلسہ پر بہت اچھا ہوا ۔ دوسرے روز مکان پر آیا اور بہت سے سوالات لکھ کر لایا تھا ۔ اس کا بھی جواب ایسا عمدہ اور صاف حافظ صاحب نے دیا ۔ جس پر اس نے کہا کہ آج تک کسی مولوی نے میرے سوالات کا ایسا کافی جواب نہیں دیا ۔ ثناء اللہ بھی لاجواب رہا ۔ آج میرے کل سوالات حل ہو گئے اور کسی قسم کا شک باقی نہیں رہا ۔ یہ سب فیض جناب مرزا صاحب کا ہے اور اور آپ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے ۔ اور کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا مولوی سید سرور شاہ صاحب جو شاہِ علما ہیں اونھوں نے ایک وعظ خطبہ جمعہ کے بعد کہا ۔ اور ایک وعظ مہاراجہ صاحب کی کوٹھی پر میر قاسم علی صاحب نے جنہیں طوطئ ہند کہنا زیبا ہے بڑی فصاحت سے کیا ۔ اور مولوی غلام رسول صاحب نے جن پر یہ مصرع کہ

آبِ چشمۂ حیوان درون تاریکی ست

صادق آتا ہے نہایت لطیف صوفیانہ مذاق پر تقریر فرمائی اور حضرت صاحب کا ذکر کیا جس کی وجہ سے شہر میں ایک چرچا ہوگیا ہے ۔ لوگ ان بزرگوں کی علمی لیاقت اور تقوے کے قائل ہو گئے ہیں ۔ مرزا اسحٰق بیگ صاحب رئیس بنارس سے میں نے جناب حافظ صاحب وغیرہ کی ملاقات کرائی ۔ وہ ذی علم اور انگریزی میں بھی بی ۔ اے ہیں ۔ بعد مغرب گفتگو شروع ہو گئی اور ۹ بجے شب تک گفتگو رہی اور بہت سے لوگ جمع تھے اون کے جواب میں جناب حافظ صاحب و میر صاحب و مولوی غلام رسول صاحب نے ایسے ایسے لطیف اور عمدہ نکات بیان کئے کہ سامعین پر بھی بہت بڑا اثر پڑا ۔ اور سب نے کہا کہ بے شک آپ حق پر ہیں اور دوسرے روز وہ رئیس میرے مکان پر بغرض ملاقات بزرگان سلسلہ کے تشریف لائے ۔ اس پر تمام شہر میں یہ شور ہے کہ وہ بھی قادیانی ہو گئے ۔ حضور دُعا فرمائے ۔ کہ ایسا ہی ہو ۔ حاجی قادربخش صاحب جو میرا چچا اور میرا بڑا مخالف یہاں ہے ۔ اس نے مولوی محمد عظیم کو بلایا تھا ۔ مگر خدا نے ہر طرح سے اون کو شکست دی و ذلیل کیا اور دو مسجدوں سے مصلے سے ہٹا دیا اور اہل سنت کے جلسہ میں منبر سے اوتار دیا گیا اور اوسی میرے چچا حاجی کے دو بڑے لڑکے عبدالحمید اور عبدالعزیز نامی بیعت میں داخل ہوئے اور بیعت نامہ لکھ دیا جو ارسال خدمت شریف ہے اور قبل بیعت کے عبدالحمید نے ایک وعظ بھی بزرگان سلسلہ سے اپنے مکان پر کرایا تھا ۔ اور عام دعوت بھی کی تھی ۔ بعد تشریف لیجانے بزرگان سلسلہ کے بیعت نامہ ہر دو برادران نے تحریر کر دیا ۔ جس کا بڑا صدمہ حاجی مذکور کو ہُوا ۔ یہ سب کامیابی حضور کی دُعا سے ہوئی ورنہ بقول مخالفین ہم لوگ صرف ۱۱ آدمی احمدی تھے ۔ حضور کی صحت و طاقت کے لئے ہم سب احمدی دُعا کرتے ہیں ۔ جملہ احمدی برادران کی طرف سے حضور کی خدمت میں دست بستہ سلام قبول ہو ۔

عریضہ ادب ۔ عبدالرزاق بخشی ۔ سکرٹری انجمن احمدیہ بنارس

۱۲ ۔ مئی ۱۹۱۱ء

احباب بنارس

سفر الٰہ آباد میں عاجز نے احباب بنارس کا ذکر مفصل کیا تھا ۔ اب ان کے دہرانے کی ضرورت نہیں ۔ البتہ اس بات کا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بنارس کی چھوٹی سی جماعت نے اس جلسہ کے اخراجات کی برداشت کرنے میں غیر معمولی حوصلہ دکھایا ۔ میاں شبراتی ایک غریب سے آدمی ہیں ۔ چھ روپے ماہوار ان کی تنخواہ ہے انھوں نے پہلے پچیس روپے چندہ دیا ۔ اسی سے دیگر احباب کے مالی نثار کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔ بخشی عبدالرزاق صاحب اور اون کے صاحبزادہ خلیل الرحمن صاحب کس جوش کے ساتھ رات دن جلسہ کے کام میں مصروف رہے ۔ خان صاحب عبدالرشید خان کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر جوش اور اخلاص خدمات دین کیواسطے مرحمت فرمایا ہے ۔ میں حیران ہوں کہ تھوڑے سے عرصہ میں جماعت بنارس نے بہت بڑی روحانی ترقی کی ہے ٹون ہال کی آرائش اور اشتہارات کی تقسیم وغیرہ خدمات کے متعلق داروغہ عبدالحلیم صاحب خاص شکریہ کے مستحق ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے ۔ بنارس کے تمام ممبران احمدیہ کے

نام مفصلہ ذیل ہین۔

فہرست ممبران جماعت احمدیہ بنارس

مولوی محمد الٰہی بخش صاحب۔ محمد کریم خان صاحب۔ محمد عبدالرزاق صاحب۔ عبدالرشید خان صاحب۔ شیخ شبراتی صاحب۔ محمد خلیل الرحمٰن صاحب۔ محمد خالد صاحب۔ عبدالعلیم صاحب حبیب شاہ صاحب۔ حبیب الرحمان صاحب۔ سعید الرحمان صاحب۔ فضل الرحمٰن صاحب۔ عبدالاحد خان صاحب شیخ عبدالکریم صاحب۔ عبدالرحمان صاحب۔ شیخ محمد عیسیٰ صاحب۔ حافظ عیدو صاحب۔ محمد شفیع خان صاحب نور محمد صاحب۔ محمد شکور صاحب۔ شیخ عیدو (نداف) عطا حسین صاحب۔ فدا حسین صاحب۔ منشی شاہ سرن صاحب عبدالواحد صاحب۔ محمد عثمان صاحب۔ اہلیہ محمد خالد صاحب اہلیہ بخشی صاحب۔ اہلیہ داروغہ عبدالعلیم صاحب۔ والدی صاحبہ محمد خالد۔ والدہ محمد خالد۔ اہلیہ عبدالرشید خان صاحب۔ خالہ صاحب خلیل احمد۔ نانی صاحبہ خلیل احمد۔ عبدالحکیم ولد عبدالعلیم صاحب۔ عبدالسلام۔ عبدالغفار صاحب دختر عبدالعلیم صاحب۔ دختر بخشی صاحب ۳ کس۔ پسر محمد خالد ۲ کس۔

نو مریدین جنھون نے جلسہ پر بیعت کی

ڈاکٹر عبداللطیف صاحب۔ صاحبزادہ خان صاحب۔ مبارک خان صاحب۔ شیخ کریم بخش صاحب۔ شیخ نبی بخش صاحب غلام صدیق خان صاحب۔ مظہر حسین صاحب برادر بابو محمد عثمان صاحب الٰہ آباد۔ میان مدار بخش صاحب اہلیہ مدار بخش صاحب۔ چودہری خدا بخش صاحب۔ محمد یوسف صاحب سکنہ کراری۔ بخشی عبدالحمید صاحب پسر حاجی قادر بخش صاحب۔

شکریہ

ہمارے دو لیکچر جناب مہاراجہ صاحب بنارس کی کوٹھی کے احاطہ مین ہوئے۔ ایک جناب میر قاسم علی صاحب کا اور ایک جناب مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی کا۔ اس جگہ ضروری ہے۔ کہ ہم **گورنمنٹ برطانیہ** کا شکریہ ادا کرین جس کے عادل مدبرین نے ایک لائق والی ریاست کو بااختیار کر دینے مین نہ صرف دانائی سے کام لیا بلکہ رعایائے ہند کو اپنا احسان مند اور شکرگذار بنا

دیا ہے۔ ان مہاراجہ صاحب بہادر کا نام نامی ہے

ہز ہائی نیس مہاراجہ سر پربھو نارائن سنگھ صاحب بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای

مونگھیر ابھی ہم بنارس مین تھے کہ احباب مونگھیر کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن پہونچا۔ کہ ہمین وعظ کے واسطے طلب کیا جاتا ہے جس کے جواب مین ہم نے عرض کیا کہ بغیر حکم حضرت خلیفۃ المسیح ہم آگے نہین بڑھ سکتے۔ اس پر سید وزارت حسین صاحب نے تار دیکر حضرت خلیفۃ المسیح سے ہمارے مونگھیر جانے کے لئے اجازت منگوائی۔ اس واسطے سید سرور شاہ صاحب اور یہ عاجز مونگھیر گئے۔ جہان ہم دو دن رہے۔ وہان کے حالات کی رپورٹ جناب حکیم خلیل احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نے تحریر فرمائی ہے۔ جو کہ درج ذیل کی جاتی ہے۔

انجمن احمدیہ مونگھیر کا ایک مفید جلسہ

بنارس جلسہ کی خبر سُن کر ممبران انجمن احمدیہ مونگھیر نے مناسب سمجھا کہ تمام ان بزرگون کو جو کہ بنارس کے جلسہ احمدیہ مین تشریف لائین۔ مونگھیر مین بھی مدعو کیا جاوے۔ اور ان سے درخواست کی جائے۔ از راہ نوازش مونگھیر بھی تشریف لا کر ہم لوگون کو مستفیض ہونے کا موقعہ دین۔ چنانچہ اس غرض کے لئے انجمن احمدیہ مونگھیر کی طرف سے جناب مولوی سید وزارت حسین صاحب مؤلف مرآۃ الجہاد وکیل ہو کر بنارس تشریف لے گئے۔ اور حضرت اقدس امیر المؤمنین مدظلہ کی خدمت بابرکت مین تار دیکر اجازت حاصل کی۔ گرچہ حضرت امیر رضؓ نے سوائے خواجہ صاحب مدظلہ کے سب بزرگون کو جانے کی اجازت دیدی۔ لیکن ضرورتاً و مصلحتاً مخدومی جناب حافظ روشن علی صاحب و جناب مولوی غلام رسول صاحب مدظلہ و جناب میر قاسم علی صاحب مدظلہ مونگھیر تشریف نہین لا سکے اور احباب نے ضرورت سخت دیکھ کر ان کو روک رکھا لیکن ہمارے قدیم مخدوم جناب سرور شاہ صاحب و حضرت مفتی محمد صادق صاحب دامت برکاتہم نے بخشی اور اس قدر قریب آ کر جماعت احمدیہ مونگھیر کو محروم رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ ۲ مئی سنہ ۱۹۱۱ء کو استقبال کمیٹی مونگھیر سے جمال پور کو حضرت مولانا عبدالماجد صاحب ... بھاگل پور سے تھے اور جس کے ممبر جناب مولوی ... بی۔ اے و جناب مولوی فاضل ابوالفتح محمد ... ماسٹر محبوب علی صاحب و جناب سید محمد عبدالغفار صاحب و جناب سید محمد اصغر صاحب و جناب حبیب الرحمان صاحب و عزیزم فضل الٰہی قمر الہدی و نثار الحق صاحب اور ہمارے ایک غیر احمدی دوست محمد شریف صاحب وغیرہ تھے۔ خوش قسمتی سے ہم لوگون کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ فوراً گاڑی آئی اور ان بزرگون کی زیارت ہم لوگون کو نصیب ہوئی اور ہمارے مخلص بھائی جناب مولوی احسان الحق صاحب نے حضرت سرور شاہ صاحب و حضرت مفتی صاحب کو وہین اسٹیشن کے ہوٹل مین چائے وغیرہ کی دعوت دی۔ پھر ۱۲ بجے کی ٹرین سے ہم لوگ معہ اپنے مخدومون کے مونگھیر پہونچے۔ و جناب مولوی حبیب اللہ صاحب۔ ایم۔ اے ڈپٹی کلکٹر کے مکان پر فروکش ہوئے۔ انجمن احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر یہ مکان ان کے صاحبزادہ بابو خلیل اللہ نے دیا تھا۔ اس دفعہ بھی ان کے قریبی رشتہ دار بابو محمد عمر صاحب نے وہی مکان مہمانون کو اُتارنے کے لئے خالی کر دیا تھا۔ انجمن احمدیہ مونگھیر جناب ڈپٹی صاحب اور ان کے بااخلاق رشتہ دارون کی بہت مشکور ہے۔

انجمن احمدیہ مونگھیر کی طرف سے ۲، ۳، ۴ مئی سنہ ۱۱ء کے جلسہ کا اشتہار شائع ہوا۔ بسبب شدت گرمی کے رات ہی کے وقت جلسہ کا انتظام کیا گیا اور لیکچر گاہ کو گیس وغیرہ کی روشنی سے منور کیا گیا اور شب ماہ نے اور بھی نورٌ علیٰ نور کر دیا۔ یہ جلسہ ہر سہ شب پورب سرائے مین ماسٹر محبوب علی صاحب کے مکان کے متصل ماسٹر صاحب کی مملوکہ سفید زمین پر فرش کر کے منعقد کیا گیا۔ پچھلا جلسہ اسی جگہ پر ہوا تھا۔ اللہ تعالےٰ ماسٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے کہ ان کی زمین اس مبارک کام کے واسطے ہمیشہ کام آتی ہے۔

اجلاس اوّل کی کارروائی

اوّل خاکسار کی تحریک اور جناب مولوی احسان الحق صاحب بی۔ اے کی تائید سے جناب مخدومی مولوی عبدالماجد صاحب صدر جلسہ مقرر ہوئے اور تھوڑی دیر تک آپ نے حسب موقعہ افتتاحی تقریر کی۔

... مولانا ... شاہ صاحب مدظلہ نے
... زو ... رمعنی خیز وعظ بیان فرمایا
... رت فرمایا۔ اور یہ ثابت
... اور اس سے ضرورت امام
... بھی ... فرمایا۔ کہ متقی بننے کی ہر ایک
... صرف یہ اسلام ہی کی خوبی ہے بلکہ وہ
... انسان کے مراتب طے کرنے کی تعلیم دیتا ہے
اور مکالمہ و مخاطبہ الہٰیہ سے مشرف کرتا ہے۔ باوجود تکلیف آشوب چشم کے آپ نے ڈھائی گھنٹہ تک تقریر کی۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت پُر زور دلائل سے ثابت کی اور تبلیغ کا حق ادا کیا۔ چونکہ رات زیادہ گذر گئی تھی۔ اس لئے سامعین کے شکریہ کے ساتھ صدر جلسہ نے جلسہ کو برخواست کیا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی

اوّلاً صدر جلسہ جناب مولانا عبد الماجد صاحب نے حضرت سید سرور شاہ صاحب و حضرت مفتی صاحب بزرگان دین کا شکریہ ادا کیا اور بیان فرمایا کہ ان بزرگوں کی زیارت ان کی صحبت ان کی ملاقات ایک نعمت ہے۔ کیونکہ ان کا وجود ان کی غرض اور ان کا مدعا اشاعت اسلام ہے۔ حدیثوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ رسُول عربی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو ان لوگوں کا کس قدر پاس اور لحاظ تھا۔ جو کہ اشاعت اسلام کے لئے کوشاں تھے۔ آپ پیدل چلتے تھے۔ اور ان کو اونٹ پر سوار کر کے اشاعت اسلام کے لئے روانہ کرتے تھے۔ غرضیکہ اسی ضمن میں آپ نے نہائت پُر لطف اور پُر درد تقریر کی۔

بعد اس کے حضرت مفتی صاحب مدظلہ اُٹھے اور آپ نے بیان فرمایا۔ کہ مہاجرین قادیان کو کیسا ہونا چاہیئے۔ اور ایک امام کے زیر نظر رہنے سے ان کی حالت کیسی نازک ہوتی ہے اور کس طرح امید و بیم میں وہ رہتے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت مولوی عبد الماجد صاحب کا شکریہ ادا کیا اور سورہ صف کی چند آیات کو تلاوت فرمایا اور مخالفین سلسلہ پر نہائت احسن طریقے تبلیغ پوری کیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر جو کوتاہ اندیش اعتراض کرتے ہیں نہائت مدلل اور مدلل جواب قرآن و حدیث سے دیا۔ خصوصاً نکاح والی پیشگوئی پر تو ایسا برجستہ جواب دیا کہ سامعین محو ہو گئے۔ چونکہ ہم لوگ بھی محو ہو رہے تھے۔ اس لئے آپ کی تقریر کا پورا نوٹ نہیں لے سکے ہماری درخواست حضرت مفتی صاحب سے ہے کہ آپ نے نکاح والی پیشگوئی پر جو تقریر بیان فرمائی تھی اپنے قلم سے لکھ کر اخبار بدر میں شائع فرمادیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے مخدوم ہماری اس درخواست کو ضرور قبول فرمائیں گے۔

(پھر کبھی انشاء اللہ۔ اڈیٹر)

تیسرے اجلاس کی کارروائی

چونکہ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں ایک تار جناب مولوی انوار حسین صاحب رئیس شاہ آباد کا آگیا۔ کہ حضرت امیر ؓ نے آپ کو شاہ آباد آنے کی اجازت دیدی ہے جلد تشریف لائے اس لئے صبح ۷ بجے آپ مونگھیر سے روانہ ہو گئے۔ چونکہ آپ نے اپنے جانے کا اعلان شب ہی کے جلسہ میں کر دیا تھا۔ اِس لئے تیسری شب کے جلسہ میں لوگ کم آئے۔ اوّلاً برادرم مولوی سعید الحسن صاحب مختار نے سورہ فاتحہ پر ایک مفید اور دلچسپ تقریر کی۔

بعد اس کے ہمارے مخدوم جناب مولوی ابو الفتح محمد عبد القادر صاحب مولوی صاحبزادہ حضرت مولوی عبد الماجد صاحب نے اسلام کا خدا اور اس کی ہستی کے جواب میں ایک عالمانہ اور فلسفیانہ اور نہائت مؤثر تقریر کی۔ آپ نے سترھویں سیپارہ کا آخری رکوع يا ايها الناس ضرب مثل فاستمعوا له ان الذين تدعون من دون الله لن يخلقوا ذبابا الخ تلاوت فرمائی اور اسی سے اپنے مدعا کا ثبوت پیش کیا۔ اور ممات عیسےٰ ثابت کی اور مسیح علیہ السلام کے خالق ہونے کی تردید کی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور ان کی ماموریت کو ایک نئے انداز سے ثابت کیا۔ اور نہائت ہی احسن طریقے سے سامعین اور مخالفین پر حجت پوری کی۔ بعد ازاں جناب مولوی سید وزارت حسین صاحب مؤلف مرآۃ الجہاد نے نبی عربی صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح اور آپ کے اسوہ حسنہ پر نہائت شستہ اور پُر زور تقریر فرمائی۔ آخر میں خاکسار نے ایک مخالف مولوی حکیم یعقوب کے ایک اشتہار جو کہ اُس نے اُسی روز تقسیم کیا تھا۔ اور کمال بے حیائی سے مباہلہ کا وہی پُرانا اعتراض دُہرایا تھا۔ صدر جلسہ کی اجازت سے اسی جلسہ میں اس کا جواب دیدیا۔

سب کے آخر میں جناب صدر جلسہ مولوی عبد الماجد صاحب نے سامعین کے شکریہ کے ساتھ جلسہ کو برخواست کیا۔ بفضلہ تعالےٰ یہ جلسہ بھی نہائت مبارک ہوا۔ کہ اس کے بعد سات آدمیوں نے بیعت کی۔

انجمن احمدیہ مونگھیر اپنے امام اور اپنے آقا خلافت مآب جناب حضرت امیر المؤمنین رضؓ کی اس سرفرازی اور عزت افزائی کی بہت ممنون و مشکور ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کی درخواست کو قبول فرما کر ان بزرگوں کو مونگھیر تک آنے کی اجازت دیدی۔

اللّٰہم ایدہ اللہ بنصرہ۔

بیعت

ان تقریروں کے بعد سات کس اہل بیعت ہوئے جنہیں سے خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہمارے مکرم دوست جناب سید شفیع احمد صاحب رئیس مونگھیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت عطا فرماوے

خاکسار خلیل احمدؐ از مونگھیر۔

مباہلہ

ہمارے وہاں سے چلے آنے کے بعد کسی شخص جو ہر علی نام نے ہمارے اور جماعت احمدیہ مونگھیر کے نام لکھ کر ہمیں مباہلہ کے واسطے بلایا ہے اور ایک چھپا ہوا اشتہار یہاں آیا ہے۔ جس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب مونگھیر کو لکھا ہے۔ کہ پہلے طرفین اپنے اپنے دلائل ایک دوسرے کے ذہن نشین کرائیں اور حجت پوری کی جاوے۔ پھر جس سے مباہلہ کیا جاوے وہ عظیم الشان جماعت کا امام ہونا چاہیئے جس کے مباہلہ کے نتیجہ سے معتد بہ فائدہ پہونچ سکے۔ اگر کوئی لوگ تردد میں ہیں تو وہ الگ ہو جاویں۔ ہم کسی کو نہیں روکتے مباہلہ کا یہی طریق قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جیسے ذی جاہت لوگ ایک طرف سے ہوں ویسے ہی دوسری طرف سے بھی ہوں۔

شاہ آباد و شاہجہان پور

ابھی ہم مونگھیر میں تھے۔ کہ ہمیں تار ملا کہ حضرت صاحب کا حکم ہے کہ واپسی پر شاہ آباد ٹھیرو۔ اور شاہجہان پور میں ٹھہرنے کا بھی حکم پہلے سے مل چکا تھا اس واسطے مونگھیر سے شاہ آباد کو روانہ ہوئے اور گاڑیوں کے ٹھیک میل نہ ہونے کے سبب چند گھنٹے بنارس میں ٹھہرنا پڑا اور چند گھنٹے لکھنؤ میں آتشیاً کیبر میں پناہ گزین ہونا ضروری ہوا۔ احباب مونگھیر اور لکھنؤ اور شاہجہان پور کا مفصل ذکر میں سفر الف لیلہ میں کر چکا ہوں اس دفعہ شاہ آباد اور شاہجہان پور میں جو کارروائی ہوئی اس کے متعلق ہمارے مکرم سید مختار احمدؐ صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ خود اس کو لکھ کر بطور ضمیمہ اخبار بدر کے ساتھ شائع کرائیں گے اس واسطے یہاں میں اس کے متعلق کچھ نہیں لکھتا۔ لیکن شاہجہان پور میں ایک اشتہار میری نظر سے گذرا جو کہ اصلی خزرج کے بیٹے اور فرضی وفا کے باپ اعنی ابن خزرج ابو الوفاء جناب مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہل حدیث کے ایک ہموطن شاہ صاحب نے ان کے متعلق امرتسر میں چھاپ کر شائع کیا ہے اس کا کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کے واسطے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"واضح ہو کہ جب عبد الحکیم سوفسطائی اور ثناء اللہ وہابی نے اپنی اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ سے سادہ لوح مسلمانوں کو بھی اپنے دام فریب میں لانے کی کوشش شروع کی۔ اور اس کوشش میں ...

کو حد سے زیادہ ترقی دی تو ہم نے ایک اعلان دیا جسمیں ان دونوں (ملحدوں کے) عقیدوں سے اپنے ناواقف بھائیوں کو مطلع کیا تا ہمارے بھائیوں میں سے کوئی دہوکہ نہ کھاوے اور ان ملحدوں کی چکنی چپڑی باتوں پر پھسل نہ جاوے الحمد للہ کہ اس اعلان نے بڑا اثر کیا جس نے پڑھا یا سنا وہ ان بدمذہبون کے نام سے بیزار ہوگیا ...... بلکہ خود ثناء اللہ نے اپنے مطبع اہل حدیث میں چھپوالیا ہے تو اس کا ذکر بیکار اس کا کیا اعتبار۔ اس لئے کہ جب ثناء اللہ سینکڑوں عالموں کے فتووں کے رو سے نہ صرف بدمذہب بیدین ملحد کافر بلکہ پرلے سرے کا فریبی مکار اور حد درجہ کا جھوٹا اور عیار بھی ثابت ہوچکا ہے۔ تو کیونکر مانا جاسکتا ہے کہ جو فیصلہ ایسے مشہور عالم اور ثابت شدہ و مسلم جھوٹے اور فریبی نے خود اپنے مطبع میں چھپوالیا ہے وہ درست و بجا ہے ...... ہم خود اپنے مسلمان بھائیوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ ثناء اللہ پر کفر کا فتوے لگانے والے سو کے قریب ہیں اور فیصلہ کرنے والے فقط تین۔ فتوے دینے والے اور ہیں۔ فیصلہ کرنیوالے اور جنھوں نے فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے فتوے نہیں دیا تھا اور جنھوں نے فتوے دیا تھا۔ انہوں نے فیصلہ سے اتفاق نہیں کیا .. .. اب ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ سو عالموں کے اس فتوے کو کہ ثناء اللہ فریبی ہے۔ مکار ہے جھوٹا ہے۔ عیار ہے۔ بیدین ہے۔ بدمذہب ہے۔ ملحد ہے۔ کافر ہے۔ دجال ہے۔ شیطان ہے۔ اس سے دور اسے اپنے سے دور ہانکو۔ اس کی تحریر نہ دیکھو۔ تقریر نہ سنو۔ اس کے سایہ سے بچو۔ اس کے نام پر لاحول پڑھو۔ قبول نہ کرنا..... ... غرض مسلمانوں کو چاہیئے کہ بالخصوص ثناء اللہ اور اس کے دوستوں سے بچیں کہ اس کے معاون بھی شیطان کے سگے ہیں اور دجال کے بال کے گدہے ہیں کتے ہیں بلکہ کتوں اور سوروں سے بھی برے زندیق ہیں بے تحقیق ہیں۔ شیطان کے کفش بردار ہیں۔ دجال کے نفضلہ خوار ہیں۔ جب ان خناسوں کو دیکھتے ہی جھڑکے خدا اس کا دل رحمت سے بھرے۔ اور محشر میں بڑی گھبراہٹ سے پناہ دے۔ اب خاص ثناء اللہ کے متعلق علماء کی راؤں کا خلاصہ اسی اشتہار سے ملخصاً درج کیا جاتا ہے۔ بدعتی۔ گمراہ۔ گمراہ کرنے والا۔ بڑا فریبی بہت جھوٹا۔ ثناء اللہ۔ ولیوں۔ نبیوں کا مخالف۔ ملحد۔ معتزلی۔ یہودی۔ نصرانی۔ مغالطہ ساز۔ افتراء پرداز۔ خبیث زندیق دجال۔ شیطان۔ محرف قرآن۔ ثناء اللہ مسلمانوں کو دہوکہ دیتا ہے اسی طرح اس کے پرانے باپ شیطان نے حضرت آدم ؑ کو بھی دہوکہ دیا تھا۔ پس بچو بچو ایسے گمراہ کرنے والے سے جو دوزخ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر بلاتا ہے۔ جو شخص ثناء اللہ کا کہنا ماننے گا۔ دوزخ میں جائے گا۔ ثناء اللہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ مسلمان اس سے بالکل ہی پرہیز کریں۔

فقیر محبوب احمد المعروف بہ خیر شاہ۔ حنفی۔ نقشبندی مجددی۔ امرتسری۔ مطبع خادم پنجاب امرتسر۔

تازیہ باڑہ

جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے۔ لکھنؤ میں ہمیں چند گھنٹے قیام کا موقعہ ملا تھا۔ وہاں ایک امام باڑہ مشہور ہے اس کے دیکھنے کے واسطے میں بھی گیا مگر وہاں کوئی امام یا ان کا جانشین نظر نہ آیا۔ البتہ وہاں تازئے بہت سے رکھے تھے۔ پتھر کا تازیہ۔ لکڑی کا تازیہ۔ سونے کا تازیہ۔ چاندی کا تازیہ۔ ہاتھی دانت کا تازیہ بلکہ موم کا تازیہ بہتر ہوکہ اس مکان کا نام تازیہ باڑہ رکھا جاوے۔

گجرانوالہ

قادیان سے روانہ ہونے سے قبل مجھے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے حکم دیا تھا۔ کہ بنارس سے واپسی پر بھیرہ جاکر اپنے اہل و عیال کو ساتھ لاؤں اس واسطے امرتسر سے بجائے قادیان آنے کے بھیرہ کو چلا گیا راستہ میں احباب گوجرانوالہ کے اصرار پر ایک شب کے لئے وہاں ٹھہرا۔ اور نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں میں نے سورہ صف کی پہلی چند آیات کا ترجمہ کیا۔ اور سبحان اللہ پڑھنے کے فوائد بیان کئے۔ قادیان واپسی پر مجھے مکرم و مخدوم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے سبحان اللہ پر ایک مضمون دیا جس میں قریباً وہ تمام نکات درج ہیں جو میں نے بیان کئے تھے بلکہ ان سے بڑھ کر معارف کا تذکرہ ہے۔ اس واسطے اس مضمون کو شکریہ کے ساتھ درج کرتا ہوں۔ لیکن قبل اس کے کہ گوجرانوالہ کا ذکر ختم ہو۔ ضروری ہے کہ میں اس اخلاص اور محبت کا شکریہ ادا کروں۔ جو احباب گجرانوالہ اس نابکار کے ساتھ رکھتے ہیں۔ بالخصوص منشی احمد دین صاحب ماسٹر رکن الدین صاحب منشی محبوب عالم صاحب ایجنٹ۔ قاضی محمد عالم صاحب منشی غلام حیدر صاحب تلونڈی۔ یہ اور دیگر احباب محض للہ عاجز کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلامی تہذیب کی ایک جھلک

سُبحان اللہ

سبحان للہ کے معنے ہیں۔ اللہ ہر ایک نقص۔ عیب۔ کمزوری غلطی۔ سہو و خطاء سے پاک ہے۔ یہ فقرہ اسلام میں اوراد و ظائف تسبیح و دعاؤں میں بکثرت استعمال ہوتا ہے مگر میں یہاں اس کا صرف ایک محل استعمال ہو ... ن ... غلطی یا سہو امام سے ہو جائے ... سبحان اللہ! اس اشارہ سے ... چاہئیے وہ اس کی اصلاح کرلیتا ہے تو آخر نماز میں سجدۂ سہو کر ... غور کیجیے کہ اس موقعہ پر سبحان اللہ کیوں نہیں رکھا گیا۔ چنانچہ جو کچھہ اللہ تعالیٰ نے ... اس سے میں نے بہت لذت اٹھائی ہے۔ اس لئے احباب کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتا ہوں۔ نماز میں امام کی غلطی بتلانے میں پانچ باتوں کا اندیشہ تھا۔

(۱) توجہ الی اللہ کا زائل ہونا۔ غلطی کے بتلانے میں امام اور مقتدی دونوں کی توجہ خدا کی طرف سے پھر جائے گی (۲) جب کسی کو اس کی غلطی بتلائی جاتی ہے۔ تو اس کے دل میں شرمندگی اور ندامت خواہ مخواہ پیدا ہوجاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس امام کے بھی پیدا ہونا لازم تھی (۳) جسے خدا کے آگے امام بناکر کھڑا کیا تھا۔ اس کی بے ادبی متصور ہے۔ یعنے ادب اور خلق اور تہذیب کے خلاف ہے (۴) دوسرے کی غلطی بتلانے میں بالعموم غلطی بتلانے والے کے دل میں اپنی نسبت تکبر کا خیال اور جس نے غلطی کی ہے اسکی نسبت حقارت کا خیال پیدا ہوجاتا ہے۔ (۵) بے فائدہ غلطی پکڑنا مناسب نہیں ہوتا۔

اب سبحان اللہ کی خوبیاں ملاحظہ ہوں۔ جب غلطی کی۔ تو کہا سبحان اللہ! اللہ ہی ہے جو غلطیوں اور سہو سے پاک ہے اول تو یہ فقرہ خود ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ کہنے والے اور سننے والے دونوں کی توجہ کو اور زیادہ خدا کی طرف پھیرتا ہے پھر اس میں اعلیٰ درجہ کا ادب اور خلق اور تہذیب مدنظر ہے اول تو غلطی کرنے والے کو مخاطب ہی نہیں کیا۔ پھر کہا تو یہ کہا کہ اللہ ہی ہے جو ہر ایک غلطی اور سہو سے پاک ہے۔ اس لئے جس نے غلطی کی ہے وہ جان لے کہ اس کی غلطی قابل ملامت و ندامت نہیں ہوسکتی کیونکہ غلطیاں ہر ایک فرد بشر سے ہوا کرتی ہیں اور علیٰ ہذا القیاس ہم بھی غلطیوں سے مبرا نہیں ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کوئی سبحان نہیں۔ خدا ہی ہے جو سبحان ہے اس میں ایک تو ادب اور خلق اور تہذیب کو اعلیٰ درجہ پر قائم رکھا ہے اور دوسرے بتلانے والوں کی نہ صرف اپنی غلطیوں بلکہ تمام مخلوق کی غلطیوں کا اعتراف کرنے سے امام کے دل میں ندامت اور شرمندگی نہ پیدا ہوئی کہ یہ غلطی کوئی اس سے ہی خاص نہ تھی بلکہ سب سے ہی ہوا کرتی ہے۔ پھر غلطی بتلانے والے کے دل میں تکبر نہ پیدا ہوا اور غلطی کرنے والے کی حقارت کرنے سے بچ گیا کیونکہ اس وقت اس کی نگاہ کے آگے انسانی فطرت کا ضعف اور

کا ہوں ... اکہ اس
... مدتعالیٰ
... نفس اور
... اس لئے
... ہیئے ۔ یہی وجہ
... ہی ۔ انسان تو
... ہی کرتی ہیں ۔ غرض خوب
... یا اس سے بہتر اور کوئی لفظ غلطی تبلانے
کے لئے سمجھ میں آسکتا ہے ۔ اور کیا اس سے بڑھ کر مہذب اور
خلیق اور باادب طریقہ غلطی تبلانے کا ہوسکتا ہے ۔ اسلام کے
خوبصورت چہرہ کا یہ ایک خوشنما خال ہے ایسے پیارے مذہب پر
ہم جس قدر ناز کریں بجا ہے ۔ مگر کبھی یہ بھی سوچیں کہ ہم نے عملی
زندگی میں اس سے کیا فائدہ اٹھایا ۔ اس سے تو یہ لازم آتا
ہے کہ جب روزمرہ کی زندگی میں جب ہم کسی بھائی کی غلطی دیکھیں
تو سبحان اللہ کہیں اور جانیں کہ اللہ تعالیٰ ہی غلطیوں سے
پاک ہے پس ہمیں اپنے بھائی کو حقیر نہ جاننا چاہیئے ۔ خود ہم
اس سے بڑھ کر غلطی میں پڑسکتے ہیں کیونکہ کمزور ہیں سبحان
نہیں ہیں ۔ سبحان اللہ ہی کی ذات ہے ۔ پھر اگر اس کو غلطی
تبلانا ضروری ہو ۔ جیسا کہ نماز میں ضروری تھا ۔ تو اسی طرح
ادب اور خُلق اور تہذیب کو مدِنظر رکھیں ۔ جیسا کہ نماز میں مدِ
نظر رکھا تھا تا اس کے دل میں شرمندگی اور ندامت نہ ہو
اوّل تو وہ ہمارا مخاطب نہ ہو اور اگر ہو بھی جائے ۔ تو کم از کم اس
کو یہ سمجھ آجائے ۔ کہ جو کچھ مجھے تبلایا گیا ہے ۔ تکبر اور حقارت
سے نہیں بلکہ سچی محبت سے تبلایا گیا ۔ اور اس کی آنکھیں
نیچی نہ ہوں اور اس کے دل میں نفرت پیدا نہ ہو اور اس کو
یہ بھی تبلا دیا جاوے کہ غلطیاں انسان سے ہوا کرتی ہیں
... ہم سے بھی اور سب سے بھی ۔ مگر چونکہ اللہ سبحان ہے اس
لئے ہم سب کو چاہیئے کہ غلطیوں سے بچیں تا اس پاک سے
جو سبحان ہے ۔ تعلق پیدا ہو ۔ غرض ہمیں اس نکتہ سے فائدہ اُٹھانا
چاہیئے ۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

عاجز بشارت احمد عفی اللہ عنہ

بھیرہ

یہاں میں ہفتہ ۱۳ ۔ مئی کی شام کو پہنچا اور ۱۵ ۔ مئی کی صبح کو واپس قادیان کو روانہ ہوا ۔ گویا ایک ہی دن اتوار کا وہاں قیام ہوا لیکن ہمارے پُرجوش احمدی برادر جناب ملک کرم آلہی صاحب کی مخلصانہ کوشش کے ذریعہ سے وہاں بھی ملک صاحب کی حویلی میں جو بیرون دروازہ چک ہے ۔ ایک عام جلسہ ہوکر وعظ ہوا

جس میں صداقت اسلام ۔ ضرورت نبوت ۔ اتحاد المسلمین
وفات مسیح وغیرہ امور پر قریب ڈیڑھ گھنٹہ تک وعظ ہوا
بھیرہ کے رئیس اعظم جناب **پیر بادشاہ صاحب**
اس جلسہ کے پریزیڈنٹ تھے ۔ اس وعظ کے اثر سے اختتام
جلسہ پر جناب غلام حسین صاحب پٹواری نہر داخل سلسلہ احمدیہ
ہوئے ۔

مبارک

بعد جلسہ جناب ملک صاحب موصوف کی دختر نیک اختر ممتاز بیگم (عمر چار سالہ) کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مبارک کلمہ کے ساتھ ابتدائے تعلیم کرائی گئی ۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے ۔ اور عزیزہ کو نیک دل نیک خو ۔ صالحہ اور مصلحہ بنائے آمین

واپسی

منگل ۔ ۱۶ ۔ مئی ۱۹۱۱ء کی صبح کو عاجز بمعہ اہل بیت خود بخیر و عافیت داخل دارالامان ہوا فالحمد للہ ثم الحمد للہ ۔ بھیرہ سے قادیان تک کے سفر میں ملک کرم آلہی صاحب وزیرآباد تک ہمارے ساتھ تھے ۔ جو اپنے لباس فاخرہ کے ساتھ اپنی ملازمت پر جا رہے تھے ۔ ان کی رفاقت میں میرا اور ان کی علامہ فاضلہ بیوی کی رفاقت میں میرے اہل بیت کا وقت خوب گذرا گوجرانوالہ کے بہت سے احباب اسٹیشن پر ملاقات کے لئے موجود تھے اور کھانا بھی لائے تھے ۔ لاہور کے اسٹیشن پر جناب ملک غلام محمد صاحب اور قاضی حبیب اللہ صاحب نے نہ صرف اپنے دیدار سے خوش کیا بلکہ خاص ضیافت کا بھی ثواب لیا ۔ برادر شیخ فضل حق صاحب کی مہربانی سے بٹالہ میں رات آرام سے گذری ۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے ۔ آمین ثم آمین

سفر میں دُعا

سفر میں دُعا کا اچھا موقعہ ملتا ہے ۔ تنہائی اور گھر سے جدائی ۔ غریب الوطنی اور سفر کی کوفت ۔ سب مل ملا کر انسان کے دل کو دُعا کی طرف مائل کر دیتی ہیں ۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے اس سفر میں دُعا کا کئی جگہ موقعہ ملا ۔ ڈاک گاڑی اپنی تیزی کے ساتھ جن جنگلوں اور میدانوں سے گذری وہ اس امر کے گواہ ہیں کہ میں نے اپنے دوستوں کے واسطے دُعا کی ۔ جن کے ساتھ انسان کو محبت کا تعلق ہوتا ہے ان کے لئے تو فطرتاً انسان جلد متوجہ بدُعا ہوتا ہے ۔ پر میں نے ان کے لئے بھی دُعا کی ۔ جو میرے ساتھ کوئی تعلق خاص نہیں رکھتے ۔ بلکہ ان کے لئے بھی کی جن کی نگاہ صرف میری کمزوریوں کی تلاش میں رہتی ہے ۔ میں اپنے احباب میں سے کس کس کا نام لوں ۔ ہاں ایک جماعت کا ذکر کرنا مفید جانتا ہوں

اور وہ مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کے ... کی
جماعت ہے ۔ میرے مکرم دوست اکبر شاہ خان صاحب نے میری
روانگی سے قبل یاد دہانی کرائی تھی کہ میں ان کی ... ...
(طلباء کی ایک جماعت جو زیر نگرانی خان صاحب دینی علم
وعمل کے حصول میں خاص ترقی کر رہی ہے) کیواسطے ...
سے دُعا کروں ۔ ان کا محبت نامہ درج ذیل کرتا ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی مخدومی مشفقی سیدی حضرت مفتی صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ومغفرتہٗ ۔ ... ...
مشتہر ... احقر اکبر بکمال ادب وعاجزی ملتمس ہے کہ
ایام سفر کی خطا نہ جانے والی دُعاؤں میں اس عاجز کو یاد رکھیں

سود مسکین ہمسے واقف کہ در کعبہ رسد
دست در پائے کبوتر زدہ ناگاہ رسید

انشاء اللہ تعالےٰ بورڈنگ کی جماعت انصار اللہ (الموسوم
بہادر پارٹی) کو میں روزانہ درس احیاء العلوم کے ... تحریک
کرونگا ۔ کہ وہ سب اپنی دُعاؤں کے ہدیے آپ کے پاس
سفر میں بھیجتے رہیں ۔ بس بہادر پارٹی بھی آپ کی دُعاؤں
کی مستحق ہے اور مجھ کو معلوم ہے کہ ان سعید بچوں کو آپ سے
بڑی محبت ہے ۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے تمام خطوط جو
آپنے کبھی کبھی سفر میں لکھے ہیں ان کو یاد کیا ہے ۔ بڑی
احتیاط اور حفاظت اور شوق سے تبرکاً اپنے ... ...
فائل کئے اور ان کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوا کرتے ہیں
پھر عرض کرتا ہوں کہ اس عاجز کے لئے ... ...
بالخصوص تزکیۂ قلب کی دُعا ضرور کریں ... ...

عاجز اکبر شاہ خان ... ...

عزیزان کا ارشاد ... یاد تھا اور ... [illegible]
ایسے ... [illegible]
واسطے ... [illegible]
اور ... [illegible]
آسمان ... [illegible]
اور ان کے ... [illegible]
مجھے ضرورت ... [illegible]
واسطے ... [illegible]
میں ... [illegible]
مدرسہ کے ساتھ ... [illegible]
... [illegible]
کیا حال ... [illegible]
... [illegible]

ایک خاص تعلق رکھتے ہیں بلکہ ان کی بناوٹ اخلاق کے واسطے ایک حد تک ذمہ دار ہیں۔ بچوں کے واسطے یہ وہ مبارک ایام ہیں کہ آنے والی نسلیں ان کی زندگی پر رشک کریں گی اور ان کی اولاد میں سے ہونے پر فخر کیا کریں گی۔ مبارک ہیں وے جنہوں نے اس وقت سے فائدہ اٹھایا۔

خلاصہ رپورٹ سفر اس سفر میں قریباً اڑھائی ہزار میل طے ہوا۔ چھ جگہ قیام ہوا۔ بیس وعظ ہوئے۔ بیس آدمی داخل بیعت ہوئے۔ بائیس روز سفر میں خرچ ہوئے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

نامہ نگاروں کی خدمت میں معذرت نامہ نگاروں کے مضامین بہت آتے ہیں اور اخبار میں گنجائش کم۔ جس کا مضمون چھپ گیا وہ خوش۔ اور جس کا نہ چھپا وہ ناراض۔ نامہ نگاروں کی خاطر تو ایڈیٹر بعض ناظرین کی نگاہ میں قابل اعتراض ہو رہا ہے کہ اوروں کے مضمون چھاپ دیتا ہے اور اپنا کچھ نہیں۔ گویا کہ لکھنا نہیں جانتا۔ نہ سہی۔ مگر افسوس ہے کہ جن دوستوں کی خاطر یہ رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہ بھی ناخوش ہیں۔ کیا بہتر نہ ہوگا کہ ایک نامہ نگار فنڈ کھولا جاوے اور نامہ نگاروں کے مضامین جدا اوراق میں چھپتے رہیں اور ایڈیٹر کے صفحے اس کے واسطے محفوظ رہیں یا کسی اور عمدہ تجویز سے ناظرین مطلع فرماویں۔

اگلے جمعہ کو اخبار نہیں پہنچیگا چونکہ یہ اخبار وقت پر نہیں چھپ سکا اور ٹکٹ کے واسطے آیندہ اخبار ۲۲ جون کو شائع ہو سکیگا۔

جواب خط میں دیری عاجز کو بنارس سے واپس آئے تھوڑے ہی دن گذرے تھے اور ہنوز ساری ڈاک کی تعمیل نہ ہو سکی تھی کہ ایک ضروری کام کے سبب ایک دن کے واسطے لاہور جانا پڑا۔ جہاں خلاف امید بجائے ایک کے دس دن لگ گئے۔ اس واسطے اکثر دوستوں کے خطوط تاحال میری میز پر پڑے ہیں۔ جن کا جواب لکھنے کا حق میں ادا نہیں کر سکا اور معزز احباب سے معافی کا خواستگار ہوں۔

ایڈیٹر لاہور میں لاہور میں اس دفعہ خلاف عادت میرے دس دن خرچ ہوئے لیکن مجھے اس کا رنج نہیں بلکہ خوشی ہے کیونکہ وہاں کے بعض معزز دوستوں بالخصوص جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی تحریک سے بہت سے آدمیوں کو عاجز کی زبان سے سلسلہ حقہ کی صداقت کے متعلق دلائل سننے کا موقعہ ملا۔ خطبہ جمعہ کے علاوہ موچی دروازہ کے اندر ایک وعظ ہوا۔ اور میاں چراغ الدین صاحب و میاں صاحب میاں معراج الدین صاحب عمر رئیسان لاہور کے مکانوں پر بتقریب شادی رخصتانہ دختر میاں معراج الدین صاحب متفرق طور پر ان لوگوں کے سامنے تقریریں ہوتی رہیں اور ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک جگہ پر تبلیغ حق ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ اللہ تعالے احباب لاہور کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے میرے قیام لاہور کو میرے واسطے موجب ثواب بنا دیا بالخصوص جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا شکریہ ہے جن کو اللہ تعالے نے حق کی اشاعت کے لئے ایک خاص جوش بخشا ہے۔ خدا ان کا حافظ و ناصر ہو۔

رخصتانہ احباب اخبار بدر میں دیکھ چکے ہیں کہ میاں معراج الدین صاحب کی دختر نیک اختر کا خطبہ نکاح میاں عبد الحمید صاحب پسر میاں چراغ الدین صاحب کے ساتھ قادیان میں پڑھا گیا تھا۔ ۲۸ مئی ۱۱ء کو لاہور میں رسم رخصتانہ ادا ہوئی جس میں یہ عاجز بھی حسن اتفاق سے شامل ہو سکا۔ اس کے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ یہ رخصتانہ تمام ناجائز رسومات سے پاک اور فضول خرچیوں سے مبرا تھا۔ میاں معراج الدین صاحب نے پرانی فضول رسومات کے محو کرنے میں ایک اخلاقی جرأت سے کام لیا ہے اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے۔ اور اس شادی کو فریقین کے واسطے موجب نزول برکات کرے۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نہایت خوشی کی بات ہے کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نہایت عزت کے ساتھ اپنے عہدہ پر بحال کئے گئے ہیں اور زمانہ معطلی کی ساری تنخواہ ان کو دی گئی ہے اور فی الحال کامل پور میں کام پر لگائے گئے۔ سنا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے اظہار افسوس کیا ہے۔ کہ معزز ڈاکٹر کو ایک نوجوان افسر کی غلطی کے سبب اس قدر صدمہ اٹھانا پڑا۔ مگر صرف اظہار افسوس ایسے صریح ظلم کا کافی معاوضہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

مباحثہ مونگھیر بہت سے مخالف مولویوں نے چاروں طرف سے جمع ہو کر

اخبار قادیان

[illegible]

(بقیہ ... دارالامان)

میر صاحب سے دعائے خیر لیں گے۔